اهدنا الصراط المستقیم

خیابانِ فطرت

سنہ ۱۳۵۳م





از

میر نصرت علی ناظم عدالت ضلع رکن عالی مؤلف علم اصول قانون وغیرہ

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس چار مینار حیدرآباد دکن



التماس

اس نسخہ خیابانِ فطرت کا زیادہ تر حصہ احکام قرآنی سے ماخوذ کیا گیا ہے۔ جس میں اصل اصول اسلام اور اسکی سائینس سے مطابقت و تشبیہات و مختصر تاریخ اسلام و حالات انبیا علیہم السلام و دلائل معقول کے ساتھ مختلف جذبات فطرت علحدہ علحدہ نہایت سلیس۔ عام فہم اردو میں منظوم کئے گئے ہیں جن میں نہ استعارات و کنایات شاعری ہیں۔ اور نہ گل و بلبل کا افسانہ اور نہ مجازی عشق و محبت کا چسکہ۔ بلکہ حقیقی جذبات فطرت ایک ایسی سیدھی سادھی دلکش پیرایہ میں نظم کئے گئے ہیں جس سے انسان کو انسان کامل ہونیکا راستہ مل سکے۔ اور شاعری میں ایک ایسا نیا راستہ کھل جائے جس پر ٹہر کے ہماری نونہالان چمنستان سخن طبع آزمائی فرماکر بنی نوع انسان کو راہِ راست دکھائیں نئی نئی شگوفہ کاری پیدا کرسکیں۔

امید کہ تمامی اقوام اور ہر فرقہ کے مسلمان بھائی اس نسخہ کی ہر ایک نظم کو سلسلہ وار بنظر غور ضرور ملاحظہ فرمائینگے جس سلسلہ کو شروع سے آخر تک دیکھنے کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ حقیقتاً اسلام کیا چیز ہے جس میں بجز حقیقی عقائد اسلام ظاہر کرنیکے کسی پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نظر نہ آیگا۔ جس سے کسی کی دلشکنی کا باعث ہوسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی التماس ہے کہ میں عاصی پُر معاصی کوئی ولی ہوں نہ عالم و فاضل۔ نہ شاعر ہوں نہ مجھے شاعری کا دعویٰ ہے اس لئے ان حصص نظم میں اگر کوئی غلطی یا خطا نظر آئے تو بنظر خطا پوشی معاف فرمایا جائے اور میری یہ خدمت نظر استحسان سے ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے تو میری عاقبت بخیر کی دعا فرمائیجائے۔

خاکسار
میر نصرت علی
ناظم عدالت ضلع سرکار عالی

تقریظ

حضرت پیر و مرشد علامہ الحاج مولانا محمد عبد القدیر صاحب حسرت قبلہ صدیقی قادری مدظلہ صدر شعبہ دینیات

(کلیہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی)

اللہ ربی محمد حبیبی

ماضی مستقبل کا آئینہ ہے۔ آیندہ کیا ہونے والا ہے دیکھنا چاہتے ہو تو ماضی میں دیکھو کہ ان حالات میں کیا ہوا۔ نوامیس الہیہ اٹل ہیں۔ قوانین قدرت ناقابل تبدیل ہیں قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبتہ المکذبین۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں انبیاء سابقین اور ان کے زمانے کے متمردین کے قصے نہ صرف ایک ایک بار ذکر کئے گئے ہیں بلکہ اُن کے مختلف پہلوؤں کو دکھانے کے لئے۔ گوناگوں عبرتناک حالات پر توجہ دلانے کے لئے بار بار بیان کئے گئے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الالباب اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر محبی مولوی میر نصرت علی صاحب ناظم عدالت نلگنڈہ نے ایک نظم موسوم بہ "خیابان فطرت" لکھی ہے۔ جس میں انبیا و خلفاء کے حالات درج ہیں۔ اشعار سلیس اور واضح ہیں کم استعداد اشخاص عورتیں اور بچے بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ خدا نے جس کو چشم عبرت عطا کی ہے وہ عبرت لے سکتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے۔ اور لوگوں کو اس کے مطالعہ اور استفادہ کی توفیق عطا کرے۔

شہر حد تخط

مولانا حضرت محمد عبد القدیر صاحب حسرت مدظلہ

فہرست مضامین

خیابانِ فطرت

تمت





(۱) اللہ اکبر

اللہ اکبر سب سے بڑا ہے — ہر ایک شئے میں جلوہ نما ہے
از جزو تا کل سب کا وہ خالق — کوئی نہ معبود اسکے سوا ہے

(۲) دینِ فطرت

ہے اگر تجھ کو تلاشِ دینِ فطرت یا اخی — دیکھ لے یہ ہے حقیقت مذہبِ اسلام کی
یوں تو سب میں ہیں معایب اک خدا بے عیب ہے — بدعمل ہیں نہ مذہب سے رکھیں نسبت کوئی
اک اصولی بات مذہب کی سنو دلسے ذرا — تم فروعاتی بکھیڑوں میں نہیں جاؤ کبھی
یوں تو دنیا میں بڑے چھوٹے مذاہب ہیں بہت — سائنس سے تطبیق ہو اک مذہبِ اسلام کی
جیسے جیسے سائنس کو ہوگی ترقی بالیقیں — ویسے ویسے ہوں عیاں احکامِ قرآں زکی

سائنس سے ظاہر بہت سی شمس ہیں بر آسماں ۔۔۔ ہیں وہ سب گردش میں جیسی ہے زمیں اک گھڑی
جیسے قوت اس زمیں کو شمس نے کی ہے عطا ۔۔۔ ویسے اُن شمسوں کو قوت ہے عطائے ایزدی
غیر قوت کے بھلا کیسی چلے کوئی مشین ۔۔۔ دور شمسی ہے اُسی کا کھیل اور عشوہ گری

صاف اس سے ہی عیاں ہے برتر از وہم و گماں ۔۔۔ وہ خدائے دو جہاں[1] زیبا جسے ہے برتری
ہے نہیں معبود کوئی۔ ایک اللہ کے سوا ۔۔۔ لا الٰہ اور الا اللہ کی ہے معنی یہی
ذاتِ اللہ ایک۔ لاتعداد اُسکی ہیں صفات ۔۔۔ وحدہٗ لاشریک اُسکا نہیں ثانی کوئی
کوئی بھی قوت نہیں جس میں نہ اُسکا دخل ہو ۔۔۔ ہے اسی نسبت سے ہر اک نام[2] اُس کا لازمی

اپنی ہر قوت سے قوت اُس نے دی انسان کو ۔۔۔ اشرف المخلوقِ دنیا ہے فقط انسان ہی
ساتھ قوت کے دیا علم و عمل پر مقدرت ۔۔۔ جس کا جی چاہے کرے وہ فعل نیکی یا بدی
حضرت انسان[3] سے بڑھکر کون ہے دیجے بتا ۔۔۔ زیر ہے ہر ایک اس کے کوئی جن ہو یا پری
کوئی بھی تخصیص اسمیں قوم و مذہب کی نہیں ۔۔۔ ایک ہے انسان۔ رتبہ میں مساوی ہیں سبھی

سائنس سے ثابت ہوا چھوٹی سی چھوٹی گتیں ۔۔۔ رہتی جاتی ہیں حفاظت سے فضا میں لازمی
جسکی ہو آواز وہ بھی چھپ سکے ہرگز نہیں ۔۔۔ دے ثبوت اسکا گراموفون تمکو اس گھڑی
یہ نہ سمجھو بے سبب قدرت نے رکھا ہے اسے ۔۔۔ بے سبب ہوتا نہیں قدرت کا کوئی کام بھی
بعد مرنیکے فضا میں روح اُڑ ہتے ہی پھرے ۔۔۔ جسم کو چاہو جلا دو دفن کر دو کچھ سبھی

---

[1] دیکھو نظم نمبر (۹) اسماءِ الٰہی با معنی۔ [2] دیکھو نظم نمبر (۱۳) وحدت و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا اور دیکھو نمبر (۸) غضب و عفو۔ اور دیکھو نمبر (۲۶) قوت انسانی۔

سائنس کی رو سے زمیں جب ہو گی جذبِ آفتاب[1]
ہوگا پورا حکمِ قرآنی بروزِ آخری

یعنے سر پر آئیگا جب آفتابِ تابدار
ہو فنا ہر ایک شئے دنیا کی چھوٹی یا بڑی

سائنس کی رو سے فنا ہرگز نہیں ہے روح کو
یا فضا میں جو کہ ہے محفوظ نیکی یا بدی

ساتھ توشہ اِس کا لیکر جائیں ہم پیشِ خدا
داورِ محشر کے آگے ہو حسابِ آخری[2]

جس کو چاہے بخشدے اپنا تقرب دے اُسے
جس کو چاہے اس کو کردے لعنتی و دوزخی

آگ میں ڈالے اُسے جلوا لے دوزخ میں مدام
پھر نہ حالت اُس کی بدلے فیصلہ ہے آخری

یہ نہ سمجھو ہے خدا نا منصف و بیداد گر
ہم رہے دنیا میں جبتک رہنمائی کچھ نہ کی

کچھ نہیں اُس پر گلہ گر ہم نہ سمجھیں اُس کے راز
اُس نے امر و نہی کی بیشک ہدایت سب کو دی

معرفت کی ہر ورق کے دو دو صفحے ہیں عیاں
اک اُجالا اک اندھیرا اک جلی اور اک خفی

جانتے ہیں سب ہی قانونِ قدرت بالیقیں
انتظامِ عالم کا جس پر منحصر ہے لازمی

اس اہم قانون کو پردہ میں وہ کیونکر رکھے
جبکہ ہر باطن کو ظاہر کرنے والا ہے وہی

صاف ہی اس سے عیاں قانونِ قدرت در جہاں
لازمی ہر خفی کے ساتھ ہے ہر جلی

اُسکو ڈھونڈو آسمانی ہر کتب میں بالضرور
آسمانی جن کتابوں کو سمجھتے ہیں سبھی

گر پتہ اس کا نہ پاؤ دیکھ لو قرآن کو
ہے یہی قانونِ قدرت لازمی و لابدی

معرفت کی منزلیں سب ہیں اسی میں مندرج
ہیں اسی میں کُل امورِ دنیوی و اخروی

---

[1] و [2]۔ دیکھو نظم نمبر (۷) سائنس کے کرشمے اور دیکھو نظم نمبر (۵) دلیل حشر دیکھو نظم نمبر (۴) ضرورت دین داری۔

یہ کلام اللہ کا ہونے کا ہے بین ثبوت — ہر زمانہ سے مطابق اسکی ہے ہر اک کڑی
سب کتابیں آسمانی دیکھ لو گے آپ جب — ہوگا یہ ثابت کہ قرآں ہے کتاب آخری
کیوں نہ ہو پہونچانیوالا اس کا ختم المرسلیں[1] — محسن عالم شفیع المذنبیں اُمّی نبی
نام ہے جس کا محمدؐ مصطفےٰ صلِ علےٰ — ہے رسول اللہ برحق اور حبیب ایزدی
آپ ہی کی ذات سے اسلام روشن ہوگیا — نام ہے اسلام کے ظاہر ہے اسکی برتری
مسلم و مومن کا ایمان اور یہ اسلام ہے — باسلامت امن میں اپنی گذارے زندگی
باسلامت امن میں رہنے کا سیدھا راستہ — آپ نے ہم کو بتایا از خفی و از جلی
آپ نے وہ وہ بتائے ہم کو سیدھے راستے — جس سے حاصل ہوں مقاصد دنیوی و اخروی
یوں تو کہتے ہیں خدا کو ایک سب اہل جہاں — شرح بالا سے نظر آتا ہے وہ کچھ اور ہی
منحصر اس پہ نہیں ہر بات پختہ اس قدر — آج تیرہ سو برس کے بعد بھی قائم رہی
مشرقوں کا مغربوں کا رب کہا ہے آپ نے — سائنس ہی دیکھو بہت ہیں شمس ہائے خاوری
شرح بالا سائنس سے جسکا ملا ہے اب ثبوت[2] — اس سے پہلے تھا قیامت کا نہ قائل کوئی بھی
ہے فن تاریخ کو حاصل جو رتبہ آج کل — دیکھو قرآں کے قصص[3] جنمیں نصیحت سے بھری
آج آزادی پہ دیتے جان ہیں اہل جہاں — دیکھئے اسلام میں انساں مساوی ہیں سبھی
ہوگئے بیزار سب کیا سخت تھی ذات پات — اور ہے اسلام میں انسان۔ انسان ایک ہی

---

[1] دیکھو نظم نمبر (۱۲۳) اسماء سرکار دو عالم باعتی وحدت و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا اور دیکھو نظم نمبر (۲۲۳) عروج و زوال اسلام۔ [2] دیکھو نظم نمبر (۷) سائنس کے کرشمے۔ [3] دیکھو نظم نمبر (۳۲) مختصر حالات انبیاء برگزیدہ۔

کہدیا پہلے نہ کوئی کام ہو بے مشورہ — عامل اس پر پارلیمنٹ و کمیٹی آج بھی
ہے ضرورت اب کلب کی روز ملنے کیلئے — ہے نماز با جماعت کا تو بس مقصد یہی
ہیں ضروری آج اپنے وقت کی پابندیاں — ہم تو پہلے سے ہیں پابند نماز ہر اک گھڑی
فرض ختنہ گو نہیں تھے بعض صاحب معترض — آج حکمت کہہ رہی ہے اس میں ہے حکمت بڑی
آج میخواری سے ہی نفرت کر رہی ہے اک جہاں — جس کو چھوڑا ہم نے تیرہ سو برس سے لازمی
عورتوں کے عقد ثانی پر ہیں مائل آج سب — جنکی ہم کو ہے اجازت پیشتر سے مذہبی
اس سے ثابت ہو گیا اسلام کی ہر ایک بات — رفتہ رفتہ سب جہاں منظور کرتی جائیگی
اک نہ اک دن آئیگا وہ دن اگر چاہے خدا — ساری خلقت داخل اسلام ہو گی لازمی
چونکہ دنیا میں جو آئے رحمۃ للعالمین — ساری دنیا فیض پائے اُن سے تھا مقصد یہی
جسکا یہ بین اثر ہے آپ جب تشریف لائے — اُس خدا کو ایک کہنے پر نہ مائل تھا کوئی
آپ کی تعلیم تھی از ابتدا تا انتہا — اُس خدا کو ایک سمجھو لازمی و لابدی
بس اُسی تعلیم کا ہے یہ اثر شکر خدا — اُس خدا کو اک نہ سمجھے اب نہیں ہے کوئی بھی
فرق تھوڑا سا رہا ہے وہ بھی مٹ جائے ضرور — گر خدا چاہے تو آئیں سب براہ راستی
ہر کوئی ذی علم طبقہ یہ کہا سب مان لے — جاہلوں کا جہل کر دے دور رب ایزدی

نور ایماں سے ہمارے دل کو تو معمور کر
یا الٰہی ہے دعا نصرتِ عاصی یہی

(۳۳) مذہب و فطرت

ایک دن اک فلسفی نے ایک عالم سے کہا
مذہب و فطرت کا گر ہوتا تعلق کچھ ذرا

ہوتے سب پابند مذہب کیا بشر کیا جانور
سر بسجدہ ہر کوئی آتا نظر پیشِ خدا

جب نہیں ہے یہ تو ثابت ہو رہی یہ بات ہے
دین و مذہب اک خیالِ خام ہے انسان کا

سن کے عالم نے دیا اس کا جواب باصواب
ہے وہی پابند مذہب جو رکھے عقلِ رسا

حسبِ استعداد قدرت نے دیا ہر ایک کو
با تمیز انسان سب مخلوق سے افضل ہوا

فطرتِ انسان ہے پابند مذہب اسلئے
سب سے بڑھکر ہے اسی کو قوتِ عقلِ رسا

مذہبِ اسلام نے ہم کو دیا ہے یہ سبق
منحصر ہے عقل ہی پہ ہر جزا و ہر سزا

ذی خرد انسان پیرو مذہبِ حق کا رہے
بے خرد حیوان کو مذہب سے کیا ہو واسطہ

(۳۴) ضرورت دین داری

اک امامِ دین سے اک دشمنِ دین نے کہا
ہے خدا کیسا کہاں کی پرسشِ روزِ جزا

ؔ۔ دیکھو نظم نمبر (۱۲) وحدت و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا۔ اور دیکھو نظم نمبر (۸) غضب و عفو اور دیکھو نظم نمبر (۲۵) قوت انسان

ہنس کے فرمایا کہ ہو بالفرض یہ قصہ غلط
بعد مرنیکے نہ پرسش ہو نہ محشر ہو بپا
ہو اگر ایسا تو اس میں کونسا نقصان ہو
رائگاں ہو بس عبادت کچھ نہ ہو اسکے سوا
برخلاف اسکے خدا کا سامنا ہو جائے گر
حشر کیا اُس وقت ہونا عاقبت اندیش کا
اس لئے مرنے سے پہلے سوچ لو انجام کو
بعد مر جانیکے پھر پچھتائے سے کیا فائدہ

(۵) دلیل حشر

موت کے قائل نہ ہو جگتے رہو تم سو نہیں
سو کے پھر جاگو نہیں گر ہو نہ محشر دلنشیں
دونوں بھی ممکن نہ ہو تو پھر سمجھ جاؤ ضرور
بہر پرسش حشر میں اٹھنا تمہارا ہی یقیں

(۶) آخری سفر

تنہا ہوئے دنیا کا کنارا چھوڑا
ہر اپنے پرائے کا سہارا چھوڑا
رکھا تھا فقط ایک کفن کا جوڑا
وہ بھی نہ رہا ساتھ ہمارا چھوڑا

(۷) سائنس کے کرشمے

سائنس کے دیکھو کرشمے کس قدر ہیں آشکار
ایک موسم ہے ہویدا دوسرا موسم بکار

تین موسم آئیں ہندستان میں اک برس
سال کے بارہ [۱۲] مہینے ہیں ہر موسم کے چار

موسم سرما کے ہیں یہ چار شہر فصلیہ
آذر [۱] و دی [۲] بعد اُسکے بہمن [۳] و اسفندیار

موسم گرما کا فروردی [۵] ہے اور اردی بہشت [۶]
بعدہٗ خورداد و شہر تیر آئے دلفگار

موسم بارش امرداد [۹] اور شہر یور [۱۰]
مہر [۱۱] و آبان [۱۲] پر ہو ختم سالِ فصلی خوشگوار

آئے جب گرما کا موسم تیز تر ہو آفتاب
حدت ارضی کو گرما دیے نظر سے ایکبار

شدت گرمی تمازتِ شمس کی یہ رنگ لائے
مادرِ گیتی زمین تپ کر نکالے جب بخار

بھاپ سے اُس کی ہوائے گرم کے جھونکے چلیں
ابر بن جائیں بخاراتِ زمینِ ناپائدار

پھر بخاراتی بپش پانی کی بادل ہیں بھرے
ہو ہوا پانی تو پانی ہو ہوا اُٹھے غبار

پھر بخاراتِ زمیں باہم تصادم گر کریں
برق چمکے اور کڑکے اور تڑپے بیقرار

چوطرف کالی گھٹا گھنگھور ہی چھائی ہوئی
ابر کے لکّے یہ لکّے رہے ہیں بے شمار

ابر جو گرجے نہ برسے سب کو یہ معلوم ہے
جو نہ گرجے بس وہی برسے مثل ہے آشکار

سمت غربی سے ہمیشہ ابر کے لکّے اُٹھیں
گوشۂ غربی جنوبی سے ہو بارش زوردار

موسم بارش کا ہو آغاز جس تاریخ سے
ذیل میں سن لیجئے اُس کا بیاں تفصیل وار

دوسری شہر امرداد و سنہ فصلی یقیں
کارتی مرگ آئے از نجوم روزگار

جسکی یہ تاثیر ہی تنکا رہے جو خشک تر — پھٹ نہ ٹوٹے بلکہ وہ ہو نرم مثلِ شاخِ زار
خود بخود ہو جائیں پیدا سینکڑوں حشرات ارض — مادّے محفوظ تھے جنکے زمیں پر بے شمار
چیونٹے کو بھی ہوں پیدا پر نشانی موت کی — بنکے پروانہ چراغوں پر جلیں لاکھوں ہزار
کھیتیاں ساری ہری ہوں جو پڑی تھیں خشک تر — تخم ریزی کھیتیوں میں کر رہے ہیں کاشتکار
ہے یہی فصلِ خریف اس میں ہو جب پیدا اناج — ہم کو غلہ اور ترکاری ملے ہر اعتبار
کثرتِ بارش سے حدت میں زمیں کے ہو کمی — سرد تر ہو جائے جب ساری زمین سبزہ زار

موسمِ سرما کا ہو آغاز سردی ہو نہ دکھائے — ہے بہت پیارا یہ موسم ہے یہی فصلِ بہار
اس میں بھی پیدا ہو غلہ ہے یہی فصلِ ربیع — میوہ کھانے کو ملے ہو کاشت پنبہ یا جوار
ہے یہ صحت بخش موسم ۔ گردشِ خون ہو بہت — چست و چالاکی ہو پیدا دور ہو سب انتشار
رفتہ رفتہ حدتِ ارض و سما سے خشک ہو — وہ رطوبت جس کا دورہ تھا زمیں پر ناگوار

موسمِ گرما ہی پھر آگیا تپتا ہوا — ہے یہی رفتارِ عالم دیکھئے لیل و نہار
رفتہ رفتہ جب نہ حدت ارض میں باقی رہے — پھر نہ لائے تابِ حدتِ شمس کی یہ زینہار
جیسی جیسی حدتِ ارضی میں ہوتی ہے کمی — ویسے ویسے ہو رہا ہے قربِ شمسِ تابدار
ہو رہے یونہی زمیں جب شمس سے نزدیک تر — جذب ہو جائے اُسی میں اور بکھرے تار تار
گر تصادم سے کسی کے یہ زمیں ہو پاش پاش — جب بھی اجزائے لطیف اُسکی کھینچیں تا شمس تار
سائنس سے ثابت ہوا ہی قولِ قرآنِ حکیم — ایک دن آنا قیامت کا ہے برحق برقرار
ہے یہی احکامِ قرآنی کہ روزِ آخری — آئیگا سر پر ہمارے آفتابِ تابدار

جیسے جیسے سائنس کو ہوگی ترقی بالیقیں　　ویسے ویسے ہوگی اسلامی صداقت آشکار

(۸) غضب و عفو

ایک ہے ذاتِ خدا۔ اوصاف اُس کے بیشتر　　ہر صفت سے نام اُس کا ہو رہا ہے جلوہ گر

کوئی بھی قوت نہیں جس میں نہ اُس کا دخل ہو　　ہے اُسی نسبت سے ہر اک نام اُس کا سربسر

اپنی ہر قوت سی قوت اُس نے دی انسان کو　　اشرف المخلوق، دنیا میں نہ کیونکر ہو بشر

ساتھ قوت کے دیا علم و عمل پر مقدرت　　کر دیا ہر اک بشر کو نیک و بد کا مقتدر

ہے خدا قہار یا غفار ہے وہ بالصفت　　قہر وہ نازل کرے یا بخش دے وہ رحم کر

جو صفت اللہ کی انساں کریگا اختیار　　ہو رہی لائق اُسی کے دو جہاں میں سربسر

ہے صفت اللہ کی قہر و غضب انسانمیں　　جو کرے اس میں غلو پاتا رہی اس سے ضرر

اُس رحیم و پاک کا اُس پر نہ ہو رحم و کرم　　رحم جو کرتا نہیں اللہ کی مخلوق پر

ہے صفت اللہ کی رحم و کرم انسانمیں　　جو کرے اس میں غلو اُس پر ہو رحمت کی نظر

ہے لکھا قرآن میں اللہ یحب المحسنین　　جائیگا احسان کا بدلہ نہ خالی سربسر

عفو بہتر ہے زیادہ از حصولِ انتقام　　جس سے ہو اللہ خوش بس وہ رہی پیشِ نظر

نیکیوں کا بدل نیکی اور بدیوں کا بدی　　جو کرے جیسا ملے ویسا اُسے پختہ ثمر

گندم از گندم بروید جو ز جو سعدی بگفت
از مکافاتِ عمل غافل مشو اے خوش سیر

(۹) اسماء الٰہی با معنی

اسم ذات اللہ ایک۔ اور۔ اسماء صفات لاتعداد

نام رب سے شروع بسم اللہ
ہے وہ رحمٰن اور رحیم بڑا
کلمہ لا الٰہ الا اللہ
نہیں معبود کوئی اُس کے سوا
ہے نہ مادر کوئی نہ اُس کا پدر
کوئی اُس کا نہیں زن و بچہ
ہے اَحد اور ہے وہی واحد
لائقِ حمد وہ حمید بڑا
واجد دائم الوجود مجید
ہے وہ ماجد بزرگیوں والا
ہے عظیم و کبیر اُس کا نام
صاحبِ عظمت و بزرگ بڑا
ہے وہی رافع و رفیع الشان
ذات اُس کی ہے ارفع و اعلیٰ
ہے بدیع و صمد اُسی کا نام
ہے وہ بے مثل و بے نیاز بڑا
ہے ولی و علی و متعالی
مونس اور اُسکی شان ہے اعلیٰ
ہے مقدم وہ اور موخر وہ
اوّل۔ آخر۔ وہی ہے بے ہمتا

وہی قائم رہے وہی باقی ہے وہ قیوم و باقی و یکتا
وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے وہی جامع الکمال بڑا
پاک قدوس و طاہر و سبوح ہے منزہ لطیف پاکیزہ
نور ہی نور پاک ہے سبحان شش جہت میں اُسی کا ہے جلوہ
ہے وہ خالق اُسی کی سب خلقت ہے ممیت اور مارنے والا
ہے وہ حنان و حی رہے زندہ وہی باعث۔ محی کرے زندہ
ابتدا اُس نے کی وہ ہے مبدی ہے اِعادہ معید کا بخت
ہے وہ باری مصور عالم موجد و صورت آفریں سب کا
اُس کی حکمت کے آگے ہیچ بشر ہے حکیم اور حاکم الحکما

وسعت اقتدار اُس کا وسیع ہے وہ واسع وسیع تر رتبہ
مالک الملک ذو الجلال و کرم ہے وہ رب جلیل ذی رتبہ
ذرہ ذرہ کا ہے وہی وارث اور مالک ہے سارے عالم کا
ہے ملک اور ہے وہی والی ہے قوی اُس کی قوتِ اعلیٰ
ہے غنی۔ اور مغنی و منعم نعمتوں اور غنا کا بخشندہ
مقتدر اور قدیر اور قادر اقتدار وسیع تر اُس کا
ہے حکم اور عدل اور عادل مُقسِط و دادگر ہے نصفت کا
ہے وہ محصی۔ علیم اور شہید جانتا اور ہے گواہ بڑا

ہے سمیع و بصیر اور خبیر — سنتا اور دیکھتا خبر رکھتا
عالم الغیب اور ہے ستّار — جانکر بھی چھپائے عیب ترا
ہے متین اور ہے حلیم وہی — ہے متانت میں حلم میں اولیٰ
ہے وہ شاکر شکور اور صبور — صبر میں شکر میں ہے وہ یکتا
ہے وہ رحمٰن۔ رحیم اور کریم۔ — مہربان و رحیم و بخشندہ
ہے غفور اور ہے وہی غفّار — مغفرت۔ عفو اُس کا ہے شیوہ
سب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ — ہے وہ توّاب اور مجیب دعا
ہے بڑا محسن اور بڑا ہے شفیق — وہ ہے البرّ و الرّؤف بڑا
رزق دیتا ہے سب کو وہ رزّاق — ہے وہ ربّ سب کو پالنے والا
ہے وکیل و کفیل اور مقیت — دیتا قوت وہی ہے سرتاپا
ہے وہ منّان و مومن ایمان — امن کا اور امان کا بخشندہ
ہے محبّ و ودود اور عزیز — ہے سلام و سلامتی والا
کھولدے در فتوح کا فتّاح — وہی وہّاب ہے بڑا داتا
ہے وہی حافظ اور حفیظ وہی — ہے مہیمن نگاہبان بڑا
رہنما۔ ہادی و رشید ہے وہ — حق وہ برحق ہے۔ اور ہے سچا
ہے وہ جبّار صاحبِ جبروت — ہے وہ قہّار اُس کا قہر بڑا
متکبّر ہے وہ رقیب ہے وہ — اپنا ہمسر نہ دیکھے اپنے سوا

شرک سے کفر و بدعملیوں سے ہے وہ مانع ممانعت کرتا
ہے حسیب اور منتقم ہے وہ لے حساب اور اُس کا دے بدلہ
ہے وہ رافع دہندۂ رفعت ہے وہ خافض دہندہ پستی کا
ہے وہ نافع بڑا دہندۂ نفع ضار ہے وہ ضرر رسانندہ
ہے وہ باسط فراخ روزی دے وہی قابض ہے تنگ روزی کا
المعز دینے والا عزت کا المذل دینے والا ذلت کا
نام اللہ کے اور اُس کے صفات اور ہیں بے شمار اسکے سوا
جس نے یہ رہ بتائی ہے سیدھی اور ہے جو ہمارا راہنما
ہے محمد نبی رسول اللہ ہے درود و سلام اُن پہ بجا
یا الٰہی بحق ختم رسل ویسے نصرت کی بس یہی ہے دعا
تجھ کو پہچاننے کی قوت دے حسب تلقین بادشاہ ہدا۔

---

(۱۰) دعائے سورۂ فاتحہ

حمد حق الحمد للہ جو ہے رب العالمین ہے سبھی تعریف زیبا بس اُسی کو بالیقین
عالم دنیا نہیں اک بلکہ عالم اور بھی سائنس نے ظاہر کیا جو کہتا ہی قرآن وہی

ہے وہ رحمٰن و رحیم۔ ہے رحم والا وہ بڑا
مالکِ روز قیامت۔ مالکِ روز جزا

سائنس سے ظاہر ہے دنیا ہوگی جذب آفتاب
ہے وہی پیشین گوئی۔ ہے وہی روز حساب

ہم کریں اسکی عبادت لیں اُسی سے ہم مدد
وہ دکھائے راہ سیدھی مستقیم و مستند

یا اللہ العالمین بہر محمد مصطفیٰ
فضل سے اپنے دکھا دے ہم کو سیدھا راستہ

راستہ اُنکا دکھا جن کو تری نعمت ملی
رہ نہ اُن کی تو دکھا جن کو ضلالت تونے دی

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد
نصرتِ عاصی کو بھی تو بخش یا ربِ العباد

دعا حصولِ ایمان

(۱۱)

الٰہی بحقِ رسولِ کریم
دکھا ہم کو تو راہ اک مستقیم

کہ جس سے ملے دین دنیا ہمیں
تو ہی اَرحم الرّاحمین و رحیم

(۱۳) اسمائے سرکار دو عالم یا معنی

وحدت و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا

لا الٰہ غیرِ الا اللہ ذاتِ کبریا — ہے نہیں معبود کوئی ایک اللہ کے سوا
قُل ھو اللہُ احد۔ لاریب۔ اللہ الصمد — کہدو اللہ ایک ہے بے احتیاج ہے وہ بڑا
لم یلد۔ بیشک۔ ولم یولد اُسکی ذات — باپ ماں اُسکے نہ اُسکا کوئی بیٹا ماسوا
ہے نہ ہمسر۔ لم یکن۔ اُسکا۔ لہٗ کفواً احد — کوئی ثانی ہے نہ اُسکا ایک ہے وہ کبریا
ہر شجر کا پتہ پتہ ساخت میں سب سے الگ — اُسکی وحدت کا ہے آئینہ مُجلّا با صفا
خالق اکبر نے ہر اک شئے بنائی لاجواب — جس کو دیکھو وہ بجائے خود ہے اوروں سے جدا
دوسروں کو دیکھتے ہو کیا کرو خود پر نظر — صورت و سیرت وغیرہ میں سبھی سے ہو جدا
ذات باری ایک ہے اوصاف اُسکے لاتعد — اُس کی ہر قوت صفت۔ ہر نام سے ہے ظاہرا[1]
اپنی ہر قوت سے قوت اُس نے دی انسان کو — ساتھ اس کے مقتدر علم و عمل پر کر دیا
اُس امانت سے ہو تم پر عیاں چودہ طبق[2] — چاہتے جو کچھ ہو حاصل کرتے ہو وہ برملا
یہ فضیلت بھی خدا نے کی عطا انسان کو — اُن کے باہم کام میں تقسیم کر دی ماسوا

---

[1] ۔ دیکھو نظم نمبر (۸) غضب و عفو اور نظم نمبر (۹) اسماء الٰہی۔
[2] ۔ دیکھو نظم نمبر (۳۶) قوت انسانی ۔ اور دیکھو نظم نمبر (۸) غضب و عفو۔

جیسے انسان صورتوں میں ہیں تو ہیں ہیں الگ — ویسے ہر اک کام میں بھی طبقہ طبقہ ہے جدا
جن کے لائق جسکو سمجھا۔ اُسکو وہ بخشا دماغ — جو طبیعت کی لگاوٹ اس کا دیتی ہے پتہ

ان میں اک طبقہ ہدایت کیلئے پایا ظہور — اور یہ طبقہ سبھی سے اس لئے افضل ہوا
مقتدر اعمالِ نیکی و بدی کا ہر بشر — ہے و لیکن ذمہ دار اپنے تمام افعال کا
ایسی خود مختاریاں مخلوقِ دیگر کو کہاں — اس لئے حق کا خلیفہ ہم کو کہنا ہے بجا
دے کے انساں کو اختیار کے خود مختارِ کُل — بے ہدایت چھوڑ دی کیونکر اسے ربِّ علا
کیوں قضا میں ہیں سبھی محفوظ نیکی و بدی[1] — جب نہیں ہوتا عبث ہر کام قدرت کا سدا

یہ شہادت مادّی کام آئیگی اک دن ضرور — نامۂ اعمال سب کھل جائیگا روزِ جزا
ہو جو رتبہ میں فزوں پرسش بھی اُس سے ہو فزوں — پرسشِ نیکی بدی سے ہو بشر کیوں کر رہا

یہ نہ سمجھو ہے خدا نامنصف و بیداد گر — ہم رہے دنیا میں جبتک کچھ نہ پایا راستہ
اس لئے آئے ہدایت کے لئے انسان جو — اُن میں بھی اک امتیاز اللہ نے پیدا کیا
اولیا[2] اور اُن سے افضل انبیا[3] پیدا ہوئے — جن کو اللہ سے تعلق راست حاصل ہو گیا
جو خدا کا حکم ہو پہونچا بندوں تک اُسے — انبیا رکا کام ہو سیدھا بتائیں راستہ
انمیں بھی اک امتیاز خاص ہے بے شبہ و شک — سُنئے اسکو گوش دل سے شک نہیں اسمیں ذرا

لازمہ وحدت کا دیکھو ہے نبوت بالیقیں — لازم و ملزوم قدرت ہی نے دونوں کو رکھا

---

۱ ۔ دیکھو نظم نمبر (۳) دین فطرت ۔

۲ و ۳ ۔ دیکھو نظم نمبر (۲۶) قوت انسان و نظم نمبر (۲۷) راہ طریقت ۔

ہے یہ وحدت کا تقاضہ جیسے اللہ ایک ہے — ویسے اِن انسان میں بھی اک ہو صدالانبیا
اول و آخر وہی ہو۔ خاتم پیغمبراں — اور وہ انسانِ کامل ہو تمام اوصاف کا
کون ہے انسان ایسا جز رسولِ ہاشمی — نام ہے جسکا محمد مصطفٰے اصلِ علٰے[1]
آپکے اوصاف ظاہر آپ ہی کے نام سے — جو صفت آئی نظر وہ نام قائم ہوگیا

ہیں محمد ابن عبداللہ ابن مُطلب — ابنِ ہاشم جد مُعز ابن نزار باصفا
ہیں حجازی و قریشی و تہامی العرب — مکہ و بطحا مدینہ مسکن و مدفن بنا۔
تھے مذکر ذکر مولا کے معلم باعمل — ہے محمد نام روشن صاحب حمد و ثنا
احمد و مختار افضل۔ نیک محمود و رشید — نام حامد۔ حمدِ خالق۔ کرنیوالا وہ بڑا
مصطفٰے و مجتبٰے۔ وہ منتخب انسان ہے — مرتضٰے ہے برگزیدہ اور پسندیدہ بڑا

آپ تھے اُمی پڑھا لکھا کسی سے بھی نہیں — تھے یتیم ایسے کہ سر پہ باپ کا سایہ نہ تھا
ایسے اُمی ہو کے پھر عالم کا ہونا ہی کمال — اور پھر عالم بھی وہ سب عالموں کا پیشوا
سب نبیوں سے ہی بالاتر کلامِ آں کلیم — دیکھ لیجے آسمانی ہر کتب کو بر ملا
ہر زمانہ کے مطابق اُنکے سب اقوال ہیں — یہ نشانی ہے نبوت کی۔ یہ ہے اک معجزا

اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن وہی — سابق و عاقب وہی پہلے سے جس کا نام تھا
یعنے سابق آسمانی ہر کتب میں بالضرور — آپکے تشریف لانے کا ہوا ہی تذکرا[2]

۱۔ دیکھو مسدس نمبر (۲۳) عروج و زوال اسلام۔

۲۔ دیکھو نظم نمبر (۲۲) مختصر حالات انسان برگزیدہ۔

تھے مُبلّغ اور بلیغ ایسے بلاغت جس پہ ختم   تھے فصیح ایسے فصاحت ختم جس پر مرحبا

حجت اللہ آپ تھے تھی ختم حجت آپ پر   آپ تھے برہاں حجت جسکی قطعی تھی سدا

تھے وہ ماحی محو کر دیتے تھے باطل نطق سے   تھے مُبین ایسے کہ روشن انکا ہر اک مسئلہ

واعظ ایسے تھے کہ جنکا وعظ تھا ضرب المثل   تھے خطیب ایسے کہ ہے مشہور خطبہ آپ کا

تھے حکیم ایسے کہ حکمت میں کوئی ثانی نہیں   کیسی کیسی بات حکمت کی بتائی واہ وا

تھے رسول اللہ برحق حاملِ قرآنِ پاک   آپ حافظ تھے کلام اللہ سارا حفظ تھا

آپ کو یٰسین یا طٰسین یا طٰہٰ۔ نبی   یا کبھی حٰمٓ۔ حق نے پاک قرآں میں کہا

تھے شہید و شاہد و قائم بہ توحید الٰہ   تھے مطیع اللہ خلیل اللہ حبیب کبریا

ابطحی صاحب بطحا رسول ہاشمی   آپ ہی کی ذات نے اسلام کو زندہ کیا

دینِ حق کے آپ پھیلانے میں ایسے تھے حریص   شرق سے لے غرب تک اسلام قائم ہو گیا

فاتح و فتاح وہ ہے۔ ناصر و منصور ہے   جس نے ڈنکا چار سو توحید کا بجوا دیا

ہے وہ آمر حکم اُس کا بس خدا کا حکم ہے   سید عالم وہی ہے اور امام دوسرا

ہادی و مہدی و داعی۔ خاتم پیغمبراں   دی بشارت جس نے بخشش کی بشیر رہنما

خوف حق ہم کو دلا کر اور ڈرا کر وہ نذیر   ہے جو نارِ اُس نے روکا ہم کو بدیوں سے سدا

سیدھی سادی زندگی تھی اور سادہ تھا لباس   بھول کر پہنا نہ حضرت نے لباسِ فاخرہ

کملی چادر سے خوش تھے بس یہی کرتے پسند   ہے مزمل اور مدثر اس لئے نام آپکا

ہر کسی کی بھی امانت کا بہت رکھتے خیال   تھے امین ایسے بھروسہ جنپہ غیروں کو رہا

تھے محلّل جس نے کاٹی عمر بالکل حلال ‏ ‏ ‏ اپنی محنت سے وہ کھایا ورنہ فاقہ سے رہا

تھے منیب ہر کام کو کرتے تھے اللہ سے رجوع ‏ ‏ ‏ صابر و شاکر رضائے حق پہ راضی تھے سدا

تھے شکور ایسے کہ صبر و شکر میں ثانی نہیں ‏ ‏ ‏ راہ حق میں کیسا کیسا آپ نے صدمہ سہا

تھے غنی ایسے کہ وہ ہر حال میں تھے خوش بخوش ‏ ‏ ‏ تھے جواد ایسے کہ بخشش کی نہیں تھی انتہا

آپ تھے مجموعۂ اخلاق۔ اور تھے صلح کل ‏ ‏ ‏ اور تھے خیر الامور اوسط میانہ رو سدا

آپ ہیں ہر دل عزیز ہر ایک کے دل کے قریب ‏ ‏ ‏ ہیں حبیب پاک ہیں ہر ایک کے حاجت روا

بار ہیں۔ اور رؤف۔ رحمۃ للعالمین ‏ ‏ ‏ تھے رحیم و نیک و عادل عدل میں ثانی نہ تھا

طیب و طاہر مطہر متقی پرہیزگار ‏ ‏ ‏ تھے محرم صاحب حرمت۔ وہ اولیٰ از ہمہ

تھے سراج اور تھے منیر ایسے کہ روشن اک چراغ ‏ ‏ ‏ نور ہی اک نور تھا نورِ علےٰ نورِ خدا

صاحب دل پاک باطن حق پسند و راست گو ‏ ‏ ‏ حق مصدق۔ صادق الاقرار ہیں شاہد ہدا

شافی بخشندہ شفا کا ہے شفیع المذنبیں ‏ ‏ ‏ ہے وہ مومن۔ امن بخشندہ امام دوسرا

دینے والا ہے خدا۔ قاسم رسولِ دو جہاں ‏ ‏ ‏ ہے وہ حاشر حشر میں اُٹھکر ہمیں بخشائیگا

عرض کر نعت درودِ پاک و صلوٰۃ و سلام
بر محمدؐ آل و اصحابِ محمدؐ و ائمہ

(۱۳) کلمۂ طیب

لا الٰہ غیرہ۔ اِلّا اللہِ ذاتِ کبریا ہیں رسول اللہ محمد مصطفیٰ اصلِ علیٰ
دل میں یادِ حق رہے لب پر یہی کلمہ ہے یا محمدؐ یا محمدؐ یا محمدؐ مصطفیٰ

(۱۴) ولہٗ

کلمۂ لا اِلٰہَ اِلّا اللہ ہیں محمدؐ رسولِ حق آگاہ
ہے یہ کلمہ کلیدِ راہِ نجات ہے خدا اور ہے رسول گواہ
گر نہ بیند بروز شپّرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۱۵) دعائیات

الٰہی تو بخشندۂ خاص و عام منم عاصیٔ پر خطا لا کلام
بہ بخش و بہ بخش و بہ بخش بحقِ محمدؐ علیہ السّلام

(۱۶) ولہٗ

خدایا پئے بادشاہِ حجاز بکن فضل و ہم عافیت سرفراز
گنہ گارم و منفعل از گناہ رحیم و کریم و تو نقط نواز

---

(۱۷) ولہٗ

کریم پاک کرم کن کرم ز فضل و کرم پئے محمدؐ خیر الورا شفیع امم
ببیں بسوئے وسیلہ مبیں بد آمرا پُر از گناہ و خطا منفعل ز عصیانم

---

(۱۸) ولہٗ

خدائے پاک ز بارِ گنہ پریشانم سیاہ کار و خطا وار از گنہ خجلم
بہ بخش بہرِ محمد نبی و آلِ نبی بہ درگہت منم امید وارِ فضل و کرم

---

(۱۹) ولہٗ

خدایا پئے اولیائے کرام کہ بالخیر کن خاتمہ والسلام
بحقِ نبیؐ و علیؑ و بتولؑ حسینؑ و حسنؑ تا بہ مہدیؑ امام

---

(۲۰) ولہٗ

الٰہی مجھکو نہ تو حبِ مال و دولت دے　　نہ حبِ جاہ و حشم دے نہ حبِ شہرت دے
جو دے تو مجھکو یہی دے نہال مجھ کو کر　　خدا کی اور محمدؐ کی بس محبت دے

---

(۲۱) نعت

یا نبیؐ ہے دو جہاں میں بادشاہت آپکی　　اور ہے ساری خدائی میں حکومت آپکی
یا محمدؐ مصطفےٰ ختمِ رسل خیر البشر　　مرحبا صلِّ علیٰ ہے عام شہرت آپکی
سورت واللیل ہے زلفِ معنبر موبہ مو　　سورت والشمس ہے واللہ صورت آپکی
دوستوں سے لطف دشمن سے مدارا سربسر　　خُلق یہ تھا آپ کا یہ تھی مروت آپکی
یا محمدؐ بس تمنا عاصیوں کی ہے یہی　　دیکھ لیں آنکھوں سے اپنی آکے تربت آپکی
صورتِ زیبا دکھا دو یا نبیؐ بہرِ خدا　　اب نہیں باقی رہی ہے تابِ فرقت آپکی
ہے گھٹا عصیاں کی سر پر عاصیوں کی یا نبیؐ　　بس چمک جائے ذرا برقِ شفاعت آپکی
حشر میں از زیرِ دامن آپ کے ہو یا نبیؐ　　چاہئے مجھ کو شہِ دیں بس حمایت آپکی
عاصیوں پر ہو نزولِ رحمتِ پروردگار　　ہو شفاعت یا نبیؐ روزِ قیامت آپکی
فکرِ بخشش کیا بھلا ہو امتِ مرحوم کو　　روزِ محشر ڈھونڈیگی خود شفاعت آپکی
حضرتِ رضواں ہوں میں دیوانہ کوئی نبیؐ　　ہو مبارک آپ ہی کو سیرِ جنت آپکی

یا شفیعُ المذنبین گا ہے نظر برمن فگن　　حال پر میرے ہو تھوڑی سی عنایت آپکی
ہے یہ حضرت کی تمنا وقت آخر یا نبیؐ
لا اِلٰہ لب پہ ہو دل میں محبت آپکی

---

(۲۲) مختصر حالات انبیائے برگزیدہ

ہے نہیں معبود کوئی ایک اللہ کے سوا　　ہیں محمد مصطفےٰ برحق رسول کبریا
آپ پر نازل ہوا ہے جو کہ قرآن شریف　　دیکھ لو اسکو کہ یہ ہے ایک زندہ معجزا
آج تیرہ سو برس سے رہنمائے خلق ہے　　ہر زمانہ سے مطابق اس کا ہر اک مسئلہ
وہ زمانہ تھا جہالت کا بہت تاریک تنگ　　تھی طباعت اور نہ چرچا علم کا تھا جا بجا
دیکھکر حضرت کو امّی آزمائش کیلئے　　پوچھتے تھے آکے یہ علمائے دینِ سابقہ
کیا کہا حق نے یہ انجیل و یہ توریت و زبور　　اُس خلاں قصہ کا کچھ کہیئے اسی دم ماجرا
آگہی حق سی حضرت نی کہا جب فی البدیہہ　　پوچھنے والا ہوا قائل بلا چون و چرا
یا مثالاً قصہ پیغمبراں از حکم حق　　آپ نے اکثر کہا ہے بر سبیل تذکرہ
بس وہی مذکور ہیں سارے قصص قرآن میں　　ماسبق کی اُن کتابوں میں ہے جن کا ماجرا
یوں تو گزرے ہیں پیمبر ایک لاکھ اسی ہزار　　انمیں جنکا ماجرا پوچھا کسی نے تو کہا

سات انمیں ہیں گزیدہ۔ چار ان میں باکتاب　　　موسیٰؑ و داؤدؑ و عیسیٰؑ اور محمد مصطفیٰؐ

اک ریاضی داں بڑے استاد کا یہ قول ہے　　　جس سے گنتی میں زمانہ کا یہ ملتا ہے پتہ

ابتدائے دورِ گردوں تا بہ دورِ مصطفیٰؐ　　　یک عرب دوسی کرور وسی و سہ لاکھ سالہا

از نمودِ ارض چوں شد سالہائے دو ہزار　　　آدم و حوا بیامد بر زمین از خوش ہوا

دیکھو اپنے کو یہ انساں ایک مشتِ خاک ہے　　　خاک ہی کے اصل جوہر سے ہوئی اسکی بنا

خاک کا پتلا بنا کر اس کو وہ بخشا عروج　　　اشرفِ مخلوقِ عالم اس کو اللہ نے کیا

فطرتاً لیکن بشر ہے پُر خطا و معصیت　　　اس خطا کاری کی آدم سے ہوئی ہے ابتدا

بو البشر آدم تھے جنت میں بہت آرام سے　　　طاعتِ حق چھوٹنے سے یہ ملی اُن کو سزا

آئے دنیا میں سزائے آدمؑ و حواؑ خجل　　　مدتوں پھرتے رہے اک دوسرے سے ہو جُدا

آخرش انکی خطا بخشی ہوئی دونوں ملے　　　کعبۃ اللہ کے قریں بر کوہِ عرفاتِ[1] علا

اس لئے قبل از بنائے کعبہ سب اقوام میں　　　یہ مقامِ کعبۃ اللہ اک پرستش گاہ تھا

آدم و حواؑ ملے جب نسل دنیا میں بڑھی　　　ہو گیا آپس میں جوڑا ایک سے اک پر ملا

ابن آدمؑ ایک قابیل اور اک ہابیل تھے　　　ان میں چشمک ہو گئی آپس میں جھگڑا ہو گیا

تھے بڑے قابیل اور ہابیل اُنکے خورد تھے　　　خورد کو مارا بڑے نے خورد آخر مر گیا

چشمِ قاتل میں رہی تصویرِ مقتول حزیں　　　اُس تڑپ کر جان دینے کا رہا نقشہ کھنچا

واقعاتِ قتل آنکھوں میں رہے آٹھوں پہر　　　خونِ ناحق دیکھنا خالی نہ ہرگز جائیگا

---

[1] مکہ معظمہ سے جانبِ شمال جبلِ عرفات نو کوس پر واقع ہے۔

قتل کرکے جب ہوا قاتل پشیمان و خجل — اُس خجالت کے مٹانیکا یہ سوجھا راستہ
جان حسن پتھر یہ نکلی تھی اُسی پتھر کو لے — نامزد اُس سے کیا اور آنکھوں پر رکھا
پوجتا اُس سنگ کو روتا اُسی کے سامنے — اپنی سب تقصیر کی اُس سے معافی چاہتا
دیکھکر کرنے لگے سب خورد اُسکی اتباع — جو کوئی مرتا تو بت بنجاتا اُس کے نام کا
شرک کا آغاز دنیا میں ہوا اس طور سے — بت پرستی کا رہا دس پشت تک یہ سلسلہ

قصہ حضرت نوح نبی اللہ

نوح پیغمبر نے آکر کی بہت کچھ کوششیں — تا کہ چھوڑیں بت پرستی پائیں سب راہ خدا
کارگر کوئی نصیحت جب نہیں اُنکی ہوئی — قہر سے اللہ کے طوفان پانی کو ہوا
یکصد و پنجاہ روز و شب ہی مینہ کی جھڑی — زور تھا بارش کا ایسا تھی نہ جسکی انتہا
ایک چپہ بھر زمیں بھی نام کو باقی نہیں — شرق سے لے غرب تک پانی امنڈ کر آگیا
ہوگئی غرقاب دنیا نوح کے طوفان میں — نوح کا فرزند اک تھا وہ بھی مرگیا
نوح پر لائے تھے جو ایمان وہ ہشتاد تھے — نوح کی کشتی میں جو بیٹھا وہی زندہ رہا
جسکی کشتی کا خدا ہو نا خدا کیا خوف ہے — موج و گرداب بلا سے پار بیڑا ہوگیا
جب ہٹا پانی تو اندر سے نکل آئے پہاڑ — ہو کے ناہموار نکلی یہ زمین ہر ایک جا
یک ہزار و شش صد و بست و دو سال گزشتے ١٦٢٢ — دورِ آدم تا بدورِ نوح سلطان ہدا
بعدِ طوفاں نوح کی اولاد پھیلی اس لیئے — آدم ثانی لقب ہے نوح حق آگاہ کا

قصہ حضرت ہود

بعد انکے پھر ہوا مردہ پرستی کا رواج — پھر دوبارہ بت پرستی چھا گئی بے انتہا
ہود پیغمبر کی اس میں جب نہیں کچھ بھی چلی — آندھیوں سے ہوگیا برباد خطہ ملک کا

قصۂ حضرت صالح

اس پہ بھی مانا نہیں تو پھر نصیحت کیلئے ۔۔۔ آئے اک صالح پیمبر از رہِ صدق و صفا
دودھ والی اونٹنی اُن سے طلب کی قوم نے ۔۔۔ اور کہا سچے اگر ہو یہ دکھا دو معجزا
حکمِ حق سے دودھ والی اونٹنی اُن کو ملی ۔۔۔ جسکی کچھ پروا نہ کی اور کاٹ اُسکو کھا لیا
جس سے آیا زلزلا اور سینکڑوں جانیں گئیں ۔۔۔ جسکے منجملہ ہوا ہے ایک یہ بھی سانحہ

قصۂ شداد

بادشہ شداد تھا اُس نے بنایا باغ اک ۔۔۔ نام جنت اُس کا رکھا اور کیا آراستہ
سیم و زر کی خشت سے تیار کی اُسکی فصیل ۔۔۔ ریگ کے بدلے بچھا سب ریزۂ الماس تھا
تھا زمرد پوش سرتاپا ہر اک اُس میں درخت ۔۔۔ لعل اور یاقوت کے پھولوں کا تھا تختہ لگا۔
موتیوں سے موتیا ہمو گرے کی تھی بہار ۔۔۔ نیلم و پکھراج سے سوسن بنی چمپا کھلا
تھی جڑاؤ بیچ کی بارہ دری آہن بنی ۔۔۔ رنگ ہائے رنگ کے اس میں تھے جواہر بے بہا
تھا کہیں باقی نہیں رتی برابر سیم و زر ۔۔۔ جس کسی کے پاس جو کچھ تھا وہ جبراً لے لیا
کانپ اُٹھے آسمان مظلوم کی اک آہ سے ۔۔۔ جائیگا خالی نہیں ظالم کا ظلم نا روا
ظلم کا نکلا نتیجہ جب ہوا تیار باغ ۔۔۔ دیکھنے اُس باغ کو شداد جب خوش خوش چلا
ہائے ناکامیٔ قسمت موت بھی آئی کہاں ۔۔۔ اک قدم اندر تو باہر اک قدم اُس کا رہا
دیکھنے پایا نہ تھا ایسا ہوا اک زلزلہ ۔۔۔ دفن دونوں ہو گئے باغ اور بانی باغ کا

باوجود اس کے نہ جگنا تھا نہ جاگا قوم نے ۔۔۔ بلکہ پہلے سے زیادہ کفر میں ہو مبتلا
ست ستاروں کے اثر سے کچھ جو واقف ہو گئے ۔۔۔ سات سیاروں کے پوجہ کی ہوئی بس ابتدا
بت پرستی اور سیارہ پرستی میں تھے سب ۔۔۔ تھا کوئی رمّال۔ جادو میں کوئی اُستاد تھا

نام اللہ کا نہ بھولے سے بھی لیتا تھا کوئی   قبلِ عیسیٰ بست و دو صد سال میں قصہ یہ ہوا

قصہ نمرود

شہرِ بابل اک ہوا تھا نزدیکِ فرات   جس کی مستحکم عمارات بلند و خوشنما
تھی وہ آبادی بڑی انسان تھے پنجاہ لاک   بادشہ اُن کا تھا اک نمرود جس کا نام تھا
اُس کا دعویٰ تھا خدا ہوں اور میں معبود ہوں   وہ خدائی کی کہ اُس کی قوم نے سجدہ کیا
کاہن و جادوگر و رمال حاضر رات دن   شان تھی اُسکی بڑی دربار تھا اُس کا بڑا

قصہ ہاروت و ماروت

شہرِ بابل کا یہ قصہ شہرۂ آفاق ہے   جس کا مضمون شاعروں میں خوب ہے پھیلا ہوا
دو فرشتوں کا تھا دعویٰ ہم نہ بہکینگے کبھی   جو بڑی ہو بات ہو نیچی نظر اُسکی سدا
تھا وہاں فسق و فجور اور تھیں بڑی عیاشیاں   ایک تھی زہرہ طوائف حُسن میں تھی مہ لقا
دیکھکر اُس کو ہوے دونوں فرشتے بیقرار   عشق میں اُس کا ہوش کے جو نہ کرنا تھا کیا
بہکے ہیں وہ جب ہوئے قتل و زنا کے مرتکب   چاہِ بابل میں پڑے قیدی بنے پائی سزا

قصہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

خواب اک نمرود نے دیکھا۔ ملی تعبیر یہ   حق پرست و بت شکن اس سال پیدا ہوئیگا
جب سنا نمرود نے یہ کی منادی۔ اک برس   ہو نہ ہمبستر کسی عورت سے مرد اس قوم کا
پھر بھی پیدا وہ ہوا۔ رمالیوں نے دی خبر   قتل نوزائیدگاں کا حکمِ نمرودی ہوا
لیکن اس تدبیر پر تقدیر خندہ زن ہوئی   بت تراش آذر کا وہ فرزند پوشیدہ پلا
نام ابراہیم تھا جن کو ملی پیغمبری   کی ہدایت آپ نے لیکن نہیں مانا کہا
ایک بتخانہ بڑا تھا تین سو پر ساٹھ بت   اسمیں تھے گویا ہر اک دن کا الگ اک اک خدا
ایک دن سب کی نظر سے بچ کے ابراہیم نے   توڑے سب بت۔ ہاتھ میں تیشہ بڑے بت کو دیا

اُن سے جب پوچھا تو بولے مجھسے کیا ہو پوچھتے — وہ خدا اک ہو۔ جو ہمسر دوسرا دیکھے خدا
دوسرے کو دخل جب اک کی مشیت میں نہیں — پھر نہ کیوں آپس میں جھگڑا ہو خداونکا بھلا
اس لیے شاید بڑے بت نے نہ توڑا ہو کہیں — پوچھ لو اُس سے جو بیٹھا سامنے تیشہ لیا
سُن کے یہ سب نے کہا بت بھی بھلا دیگا جواب — آپ نے اس پر کہا پھر غور تو کیجے ذرا
قابلیت بات کرنیکی بھی جس بت میں نہ ہو — جسکی خلقت آپنے کی پھر وہی خالق ہو گیا
اس دلیلِ مستند کو بھی نہیں مانا کوئی — بت شکن نے حکم نمرودی سے پائی یہ سزا
آگ کا اک ڈھیر روشن ہو گیا شعلہ فشاں — اُس میں گوپن سے خلیل اللہ کو پھینکا گیا
شان حق دیکھو ہوئی وہ آگ گلزار ارم — سامنے تھی آگ۔ اندر باغ اک پھولا پھلا
اُن حسین میں حسین سے محفوظ ابراہیم تھے — دیکھنے والوں کو حیرت تھی کہ کیا ہے ماجرا
کوئی جادوگر کہا۔ کوئی مہندس آپ کو — جب نہیں کی عقل نے کچھ رہنمائی برملا
آگ نے یہ گُل کھلایا جب نظر آیا یہ سب — بعض نے آتش پرستی کا سبق اس سے لیا
بے محابہ دخترِ نمرود کو دی آگ میں — اور شریکِ حال حضرت ہو رہی وہ اکیجا
دخترِ نمرود کے غم کی بنا ہونی ہوئی — مدتوں سر پر اُڑا کر خاک روئے اشقیا
جب نصیحت بے اثر نمرود کے آگے ہوئی — قہر سے اللہ کے اترا مچھروں کا قافلہ
جس کے کاٹے کی دوا جز موت بس کچھ بھی نہ تھی — اُسکے کاٹے ہی ہوا نمرود کو یہ عارضہ
سر کو دھنتا تھا کبھی سر کو پٹکتا تھا کبھی — سر پٹکتا رہ گیا اور سر پٹک کر مر گیا

تھیں خلیل اللہ ابراہیم کی دو بیبیاں — ایک سارہ دوسری بی بی جنابِ حاجرہ

حاجرہ کے بطن سے فرزند اک پیدا ہوے ❊ یعنی ذبیح اللہ اسمٰعیل جدِ مصطفےٰ

شیر خواری کے زمانہ میں گذرا آپ پر ❊ حضرت ابراہیم کی مجبوریوں نے یہ کیا

حاجرہ کو اور اسمٰعیل کو از حکمِ حق ❊ چھوڑ کر آئے وہاں جس جا پہ ہے کعبہ بنا

ریگ کا میدان لق و دق سنگ ریزہ کی زمیں ❊ بوند بھر پانی ملے اطراف میں ممکن نہ تھا

حاجرہ ہو پیاس سے بیتاب دوڑیں ہفت بار ❊ آج تک اُس جا طریقہ ہے یہی حجاج کا

جس جگہ پر تھا لٹایا طفل اسمٰعیل کو ❊ ہو کے واپس اُس جگہ دیکھا یہ طرفہ ماجرا

تھا جہاں کوسوں نہ پانی رحمتِ حق سے وہاں ❊ طفل کے پیروں کے رگڑے سے رواں چشمہ ہوا

آبِ زمزم ہے اُسیکا نام مشہور جہاں ❊ جس سے ہیں انسان و حیوان سیر تا روزِ جزا

دیکھکر پانی وہاں آباد سب ہونے لگے ❊ دس برس کے بعد ابراہیم کا آنا ہوا

جب یہاں آئے تو دیکھا خواب ابراہیم نے ❊ کردو اسمٰعیل کو قربان در راہِ خدا

اس لئے فرزند کو قربان کرنیکے لئے ❊ لیکے گئے جنگل میں راضی بر رضائے کبریا

بالرضا اپنے پسر کو جب پچھاڑا باپ نے ❊ عین وقتِ ذبحِ اسمٰعیل آئی یہ ندا

امتحاں دونوں کا تھا منظور بس اب چھوڑ دو ❊ اسکے بدلہ میں کرو قربان اک دنبہ بڑا

حکمِ حق کی آپ نے تعمیل کی اس واسطے ❊ عید قرباں میں سبھی کو حکم قربانی ہوا

حکم سے اللہ کے ابراہیم و اسمٰعیل نے ❊ اپنے ہاتھوں خانہ کعبہ کی ڈالی بس بنا

جب ہوا تیار کعبہ کر کے حج یہ کی دعا ❊ یا الٰہی رکھ اسے آباد و قائم دیر پا

حق پرستوں کی عبادت گاہ یہ کعبہ رہے ❊ اک مری اولاد میں ایسا پیمبر ہو بڑا

پاسباں کعبہ کا ہو رہا خدا سب کو بتائے … نام اُس کا تاابد قائم رہے اے کبریا
ہے دعائے حضرت ابراہیمؑ یہ ختم النبی … نام جس کا ہے محمد مصطفےٰ صلِ علےٰ
بعد ابراہیمؑ کے گذرے پیمبر اور بھی … لوط و اسمٰعیل و اسحٰق نبیٔ با خدا
حضرت یعقوبؑ و شاہ مصر یوسفؑ ماہر … یونسؑ و ایوبؑ پیغمبر شہ صبر و وفا
دورِ دقیانوس کا قصۂ اصحاب کہف … مختصر لکھنے کی خاطر چھوڑا ان کا ماجرا
قصۂ فرعون سے یہ سلسلہ منظوم ہے … امت یوسف کی کچھ کچھ جبکہ باقی تھی ہوا
حضرت یوسف کی تعلیم تھی پھیلی ہوئی … اُس زمانے کے ہر اک عالم کا یہ دستور تھا
راہ حق کی سربسر تعلیم دیتے تھے وہی … جس سے راہ حق کا باقی آرہا تھا سلسلہ
بعد یوسف جبکہ گذرے چار سو اوپر برس … اک ہوا فرعون اول مصر کا فرمانروا
اک مشیر خاص تھا فرعون کا ہامان نام … تھا اسی کا مشورہ فرعون نے جو کچھ کیا
مذہبی تعلیم اُس نے بند کردی سربسر … دین کا جو دے سبق وہ قتل ہو یہ حکم تھا
کر دیا میدان خالی علم سے فضل سے … قتل جن جن کو کیا کوئی نہ جب عالم رہا
سینکڑوں تیار کرکے بت بٹھائے چار سو … جب رجوع بت پرستی سب ہوئے اس نے کہا
میرے دم سے بت پرستی ہر جا جاری ہوئی … اور ہوں خالق بتوں کا جنکو پھر پیدا کیا
اس لئے میں ہوں خدا تم سب کا میں معبود ہوں … ہے عبادت میری واجب میرا سجدہ ہو روا
سن کے سب قائل ہوئے سجدہ کیا فرعون کو … اس طریقے سے بنا فرعون اُن سب کا خدا
اس خدائی میں فرعون کے تھا حال یہ … سابقہ پیغمبروں کی قوم کے افراد کا

فرعون اول

کام جتنے تھے ذلیل و خوار سب ان کو ملے ظلم اسرائیلیوں پر جب بہت ہونے لگا

خواب اک فرعون نے دیکھا زمیں سے اک درخت آسماں پر جا رہا ہے۔ زیر ہے خلقِ خدا

کاہن و رمال نے اس خواب کی تعبیر دی حق پرستوں سے نبی اللہ پیدا ہوئیگا

جس سے از بس ہو تری ساری خدائی کا زوال کارگر تدبیر کوئی ہو نہ کچھ پیشِ خدا

جب سنا فرعون نے۔ یہ کی منادی۔ اک برس ہو نہ ہمبستر کسی عورت سے مرد اس قوم کا

پھر بھی پیدا وہ ہوا۔ رمالیوں نے دی خبر قتلِ نوزائیدگان کا حکم فرعونی ملا

لیک اس تدبیر پر تقدیر خندہ زن ہوئی ایک فرزندِ حسین عمران کو پیدا ہوا

خوف سے فرعون کے مادر نے اس بچہ کو بس بند کر صندوق میں۔ صندوق وہ سیلا دیا

آسیہ تھی زوجۂ فرعون اُس دم نہر پر جو کہ بحرِ نیل کی وہ نہر جاری تھی سدا

دیکھا اک صندوق بہتا آرہا ہے سامنے نہر سے اُس کو نکالا اور کھولا بر ملا

دیکھا اُس صندوق میں ہے ایک بچہ خوبرو تھی وہ لا اولاد خوش خوش بڑھکے بچہ کو لیا

جان کا خواہاں ہوا فرعون۔ یہ حائل ہوئی منت و اصرار سے بچہ کو آخر لے لیا

امتحاناً آگ اور یاقوت اک اک طشت میں سامنے معصوم کے رکھا کہ یہ کرتا ہے کیا

امتحاں میں جب ہوے پورا تو اس کی جاں بچی آگ لی معصوم نے منہ میں رکھی چھالا پڑا

جس سے جاتا وہ نہیں ہوسکتی۔ کوئی یہ اور ہے زوجۂ فرعون نے پالا نہیں اولاد سا

جستجو میں اک ملی دایا۔ انہیں کی ماں تھیں جسنے ندی میں اسی بچہ کو تھا سیلا دیا

دشمنوں میں نزدِ مادر یہ ہوے پلکر جواں تھے یہی موسیٰ کلیم اللہ رسول کبریا

دیکھا اک دن ایک کافر کا بڑا ظلم و ستم — اک پرستار خدا کو مارتا ہے بے خطا
ظلم اظلم دیکھ کر موسےٰ نے ظالم کو وہیں — ایک گھونسہ کھینچکر ایسا دیا وہ مر گیا
بعد اس کے وہ نبی اللہ از خوف قصاص — مصر سے بھاگے۔ گئے مدین۔ جہاں کچھ دم لیا
اور وہاں نوکر ہوئے اس شرط سے نزد شعیب — ہشت سالہ نوکری پر پائیں زوجہ مہ لقا
مدت معہود کی اس گلّہ بانی کے عوض — کی ادائی مہر کی۔ زوجہ ملی۔ اک پارسا
بعد اس کے جب وطن واپس چلے زوجہ کیتھا — راہ میں بی بی ہوئیں۔ بس دردِ زہ میں مبتلا
تھی اندھیری رات ازبس تھا دوبارا زور پر — شدت سردی سے بچنے آگ کا رجحان ہوا
دور سے دیکھا تو کوہِ طور پر آیا نظر۔ — آگ روشن ہے وہاں۔ ہے ایک شعلہ آگ کا
اس خدا کے دین کا احوال موسیٰؑ سے سنو — آگ لینے کو گئے حق نے پیمبر کر دیا
اک درختِ سبز کی تھیں ڈالیاں روشن تمام — دیکھکر یہ طور پر موسیٰؑ کو سکتہ ہو گیا
اک ندائے غیب آئی کچھ نہ تو تشویش کر — تو پیمبر آج سے میرا ہوا اے صد مرحبا
بس وہیں سے آپ کو دو معجزے ایسے ملے — اک عصا جو ہاتھ سے چھوڑیں تو ہو اک اژدہا
دوسرا بچپن کے چھالے سی ہتیلی کا نشاں — تھا ید بیضا۔ اندھیرے میں وہی دیتا ضیا
عہد طفلی کی جلی انکی زباں تھی اس لئے — تھی زباں میں انکی لکنت۔ انکی باتوں میں مزا
اس لئے کرتے رہے ہیں ترجمانی آپ کی — آپکے بھائی بڑے ہارون جن کا نام تھا
بے ذریعہ حق تعالیٰ کا بہ سنتے تھے کلام — درمیاں اک ابر آتا غیب سے آتی ندا
آپ کہتے ربِ ارنی۔ تو دکھا اپنا جمال — لن ترانی۔ دیکھ سکتے تم نہیں۔ کہتا خدا

طور سے بیہوش ہو کر حضرت موسیٰؑ گرے / اک جھلک اپنی دکھا دی حق نے جب اک مرتبہ

آپکی امت یہودی آجتک موجود ہے / آپ پر نازل ہوئی توریت قانونِ خدا

آمدِ خیر الوریٰ کی دی خبر توریت سے / آئیگا فاران[1] کی چوٹی پہ وہ نورِ خدا

جب گئے موسیٰؑ نصیحت کیلئے فرعون کی / ترجمانی کیلئے ہارون بھائی ساتھ تھا

حضرت موسیٰؑ کی تھیں دو خواہشیں فرعون سے / حق پرستی ہو - ملے ہو ہر پرستارِ خدا

حق پرستوں کی نہ آزادی میں آیا فرق کچھ / مذہب و ملت میں ہو آزاد ہر چھوٹا بڑا

لیک اس میں کچھ نہ موسیٰؑ کی سنی فرعون نے / بلکہ پہلے سے بڑا ظلم و ستم ہونے لگا

جب ہوئے مجبور موسیٰؑ نے کیا ہجرت کا قصد / سب پرستارِ خدا کو ساتھ اپنے لے لیا

یہ خبر سنکر ہوا فرعون ایسا مشتعل / فوج لیکر خود گرفتاری کو پہونچا دوڑتا

یہ گروہِ حق پرستاں بے ہراساں ہو گئی / جب حریفِ بد سیہ فرعون سر پر آگیا

کی دعا موسیٰؑ نے جس سے پھٹ گیا دریائے نیل / اس گروہِ حق پرستاں کو نیا رستہ ملا

پار سب ہونے لگے اس راستہ سے حق پرست / جنکو ٹخنہ سے زیادہ نیل کا پانی نہ تھا

دیکھ کر اور جان کر اتنا ہی پانی ہے یہاں / کر تعاقب نیل میں فرعون مع لشکر گرا

حق پرستاں پار - وہ باطل پرستوں کا گروہ / ہو گیا فرعون مع لشکر کا اک دم خاتمہ

حضرت موسیٰؑ چلے ویسے ہی ملکوں ملک پھر / اکثر دل نے آپ سے پایا سبق توحید کا

جنگ کی ہیجون عوج و لق سے بہ حق / جب کیا ان نے سرکشی کی قتل اس کو کر دیا

---

[1] فاران یعنی مکہ ۔ توریت کتاب استثنا باب (۳۳) آیت (۲) ۔

قصۂ گوسالہ پرستی بنی اسرائیل

سامری تھا ایک زرگر مصر میں صاحب کمال — بعد فرعونِ لعین اُس نے تماشہ یہ کیا
ایک گوسالہ[1] بنایا گائے کا پاٹرا مثال — اور کی ترکیب ایسی جس سے آتی تھی صدا
چھوٹ کر فرعون سے جب خلق نے دیکھا اسے — پوجنے اس کو لگے دیکھا جو اس کا شعبدہ
بعد مدت کے جو موسیٰؑ آئے واپس مصر کو — دیکھ گوسالہ پرستی آپ کو صدمہ ہوا
زندگی تک کی بہت کوشش مگر بے سود تھی — کوئی رستہ پر نہ آیا۔ حق پرستوں کے سوا

قصۂ قارون

ایک تھا قارون دولت کی نہ تھی جسکو کمی — تھا بخیل ایسا کہ حبہ ایک بھی دیتا نہ تھا
آخرش دولت عذابِ جان اُس کو ہوگئی — بوجھ سے اُسکے زمیں میں دھنس گیا اور مر گیا

بعد موسیٰؑ حق پرستوں کا بھی یہ بگڑا چلن — قبر پر اپنے بزرگوں کے کیا سجدہ روا
منتیں مردوں سے مانگیں اُس خدا کو چھوڑ کر — مرنے والونکی بڑی عزت ہوئی حد سے سوا

قصۂ داؤد علیہ السلام

اس لئے طالوت کے داماد داؤدؑ جلیل — یہ خلیفہ اور پیغمبر ہوئے فرمانروا
آپ خوش الحان تھے قائم بہ دینِ موسوی — دی کتاب اللہ نے اِنکو زبور بالہدا
ہے زبورِ پاک میں حضرتؐ کے آنے کی خبر[2] — یہ کہ پیدا ہوئیگا مکہ میں اک شاہِ ہدا

دور میں داؤدؑ کے پیدا ہوا لقمان حکیم — جس حکیمِ خاص کو ابتک زمانہ مانتا
پھر ہوئے داؤدؑ کے بیٹے سلیمانؑ جہاں — پھر عزیز و حضرتِ شمعون و یحییٰ باخدا
خضر اور الیاس آئے دور میں جس شاہ کے — تھا سکندر جو کہ ہفت اقلیم کا فرمانروا

قصۂ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ابن مریم کا یہاں سے ذکر ہے یہ مختصر — بے پدر پیدا ہوئے عیسیٰؑ ز شانِ کبریا

---

[1] گوسالہ جسکو بملک تلنگ بسونا کہتے ہیں۔ [2] دیکھو زبور (۴۸)

بطنِ مادر میں جو مریم آئیں۔ ماں نے کی دعا ہو اگر فرزند تو راہب بناؤنگی خدا
دخت ہونے پر بھی اپنے قول پر قایم رہیں تھے جو زکریا پیمبر اُن کو لے جا کر دیا
رات دن بچپن سے مریم تھیں رجوع راہِ حق عابدہ تھیں۔ زاہدہ تھیں صالحہ تھیں۔ پارسا
یوسفِ نجار سے بیاہی گئیں پھر بھی رہیں وہ کنواری سربسر مشغول دریادِ خدا
قدرتِ حق سے ہوئی وہ حاملہ از دستِ غیب بے وساطت بطن میں داخل ہوئی رُوح خدا
اس لئے پیدا ہوئے عیسیٰؑ تو روح اللہ ہوئے برگزیدہ اور تھے برحق رسولِ کبریا
تھے مسیحا وہ کئے مردوں کو زندہ سربسر ہر مریضِ لادوا اچھا آپ سے پاتا شفا
آپ کی اُمت نصارا آجتک موجود ہے آپ پر نازل ہوئی انجیل از حکمِ خدا
آمدِ خیر الوریٰ کی دی خبر انجیل نے[۱] یہ کہ سچائی کا پتلا رہنما اک آئیگا
تھے بزرگوں کی مزاروں پہ جمے راہب سبھی لوٹتے وہ زائروں کو اور لٹاتے بے ردا
حضرت عیسیٰؑ نصیحت اُن کو جب کرنے لگے رنگ لائی یہ نصیحت۔ راہبوں نے یہ کیا
کی شکایت بادشاہ کے سامنے اُنکی بڑی کافرِ غارت گرِ دینِ نبی موسیٰؑ۔ کہا
بس اسی الزام پر ان کو ہوا سولی کا حکم جب گرفتاری کا اُنکے حکمِ سلطانی ہوا
آپکے بارہ حواری۔ آپکے تھے جان نثار جب مصیبت یہ پڑی ہر ایک نے رستہ لیا
تھا یہوذا الاسخر ان کا حواری اک شقی بس دکھایا اُس شقی نے سب کو عیسیٰؑ کا پتہ
حق نے دنیا سے اوٹھایا حضرتِ عیسیٰؑ کو جب آپکے جو تھے حواری سب نے ملکر۔ یہ کیا

۱؎ انجیل یوحنا باب (۱۶) آیت (۱۲-۱۳)

منتشر انجیل کی ترتیب دی اس طور سے   حکم حق فرمودہ عیسیٰؑ پیمبر کے سوا

تھا زمانہ مقتضی جس بات کا اُس وقت میں   کُل امورِ مصلحت آمیز بھی داخل کیا

بے پدر تھے حضرت عیسیٰؑ نبی اس واسطے   لکھدیا عیسیٰؑ نبی۔ اللہ کا فرزند تھا

عیسیٰؑ و اللہ و روح قدسؓ کو اک جا کر   کی کھڑی سولی سبق تثلیث کا سب کو دیا

اور یہ تفہیم کی۔ ہم سب کی بخشش کے لئے   رب کا جو فرزند عیسیٰؑ تھا وہ کفارہ بنا

اس لئے سرزد گنہ جو کچھ کہ عیسائی سے ہو   جائے سر غیروں کے وہ پائے نہ اُسکی یہ سزا

اُس بدی کے بالعوض اُس غیر کی نیکیاں   آئیں عیسائی کے حصہ میں۔ گنہ دھویا گیا

ہو رہی انجیل کی اصلاح ہر اک دور میں   از طریقِ دست اندازیٔ سابق۔ بارہا

اصل صورت اس لئے انجیل کی باقی نہیں   بلکہ اُس کا حکمِ اصلی۔ دیکھو قرآں میں ذرا

بعد عیسیٰؑ آئے دنیا میں رسولِ ہاشمی   خاتم پیغمبراں۔ برحق محمدؐ مصطفےٰ

بر رسولانِ خدا بر خاتمِ پیغمبراں   عرض کر نذرِ صلوات و درود پاک ہر اک مرتبہ

ذکر احمدؐ میں مسدس میں نے لکھا ذیل میں   جس میں بالتفصیل اُن کا ذکر ہے تا انتہا

مسدس

(۲۳) عروج و زوال اسلام

(۱)

کس زباں سے ہو حمد ربِّ غفور وحدہٗ لاشریک ہے وہ ضرور
شانِ جلِّ جلالہٗ مشہور ذاتِ عزّ اسمہٗ نوالہٗ مذکور
ما عرفناک عارفوں نے کہا
ما عبدناک عابدوں نے کہا

وہ عظیم و کبیر ہے لاریب وہ مُقیت و قدیر ہے لاریب
وہ سمیع و بصیر ہے لاریب وہ علیم و خبیر ہے لاریب
وہ بڑا اُس کی کائنات بڑی
ہے مثل۔ چھوٹا منہ ہی بات بڑی

بعد اللہ کے محمدؐ ہیں جن کے اوصاف نیک بیحد ہیں
فخر بخشندۂ اب و جد ہیں نور ہی نور حق مجرد ہیں
ختم ان پہ ہوئی نبوت ہے
شان یہ شانِ ربِّ عزت ہے

مظہر کبریا یہی تو ہیں　　اشرف الانبیا یہی تو ہیں
سرور اولیا یہی تو ہیں　　کامل الاتقیا یہی تو ہیں
کلمۂ لا الٰہ الا اللّٰہ
ہے رسالت کا آپ ہی کے گواہ

زمانۂ جاہلیت

آپ کے قبل تھی جہاں گمراہ　　ہیں تواریخ دہر اس کے گواہ
جاہلیت میں سب بحال تباہ　　تھے تمدن سے کچھ نہیں آگاہ
جامہ انسانیت کا تھا نہ کہیں
تھا شعار شعور حنیف نہیں

کل عرب کفر میں سراسر تھا　　بت پرستی کا شور گھر گھر تھا
شرک کعبہ کے گھر کے اندر تھا　　ہر قبیلہ کا بت الگ مقرر تھا
تین سو ساٹھ بت تھے پتھر کے
پوجنے کے لئے برس بھر کے

تھے سوا انکے اور بت گھر گھر　　تھی کہیں چوب اور کہیں پتھر
جن کے آگے سروں کو اپنے دھر　　سربسجدہ رہا زمانہ بھر
نار و تثلیث کا تھا صید کوئی
یہ طلسم و نجوم قید کوئی

اُن کا مذہب اگرچہ تھا یہ قدیم تھے مگر ان میں بعض بعض سلیم
رب کو واحد سمجھتے اور عظیم مثلِ ہوسئےؑ وحضرت ابراہیمؑ

مختصر طور پر حنیفوں کی
تھی جماعت خدا پرستوں کی

وہ بھی رہتے اُسی سفینہ میں طائف و مکہ یا مدینہ میں
باقی جملہ تھے اس قرینہ میں کفر اور شرک سب کے سینہ میں

مذہب و دین منتشر جیسا
بس تمدن کا حال بھی ویسا

کوئی قانون تھا۔ نہ رہبر تھا کام بے ضابطہ سراسر تھا
اختلاف رسوم گھر گھر تھا ہر قبیلہ جدا عمل پر تھا

مشغلہ تھا شراب خواری کا
اور چرچا قمار بازی کا

تھا یہ حالِ زنان مدخولہ مثلِ اک جائداد منقولہ
ہو رہے رد و بدل و مکفولہ غیر گنتی ہو عقدِ مقبولہ

ہاتھ میں تھا طلاق کا درجہ
تھا یہ آسان انتہا درجہ

تھیں سبھی عورتیں وہاں آزاد بے خلع مرد اُن کے بے تعداد

خرخشہ گر ہو نسبتِ اولاد　　ہو نہ دریافت کچھ بھی اس سے زیاد

طفل کا جس طرف رہے رجحان
دے اُسی کو نجومئ دوران

آئے دن کیوں رہے نہ جنگ و جدل　　تھا یہی فرض مذہبی اول
قتل گر ہو تو بر سرِ مقتل　　لیتے قاتل سے انتقامِ عمل

جس نے قاتل سے انتقام لیا
اُس سے اور وں نے انتقام لیا

اُس کی صدیوں بجھے نہ چنگاری　　آگ بھڑکی رہے ہر اک باری
ایک کی اک کرے طرفداری　　پشت ہا پشت سلسلہ جاری

خاندانوں کے خاندان تمام
مٹ گئے نام اور نشان تمام

گر ہو پیدا کسی کو دخت ہباً　　تو شماتت کے خوف سے فوراً
تا بہ شش سالہ عمر اندازاً　　دخترِ زندہ دفن ہو حکماً

جان دیوتاؤں پر کھپاتے تھے
بھینٹ انسان کو چڑھاتے تھے

تھا نہ اس ملک کا کوئی سردار　　خانہ جنگی میں تھے سبھی تیار
دیکھ اعدا نے ان کا حالِ زار　　کر کے حلقہ بگوش ہر اک بار

رومی و حبشیوں نے زیر کیا
اور ایرانیوں نے زیر کیا

ولادتِ پاک حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

یک بیک نورِ حق بیافت ظہور   آسماں و زمین شد پر نور
ارض مکہ زفیض شد معمور   خیر و برکت رسید تا مقدور

شد بہ اپریل در دہم پیدا
پنج صد شصت و نہ سنہ عیسئے

احمد مجتبٰے ہوا پیدا   نورِ ربِّ عُلا ہوا پیدا
خاتمِ انبیا ہوا پیدا   شافعِ دوسرا ہوا پیدا
راہِ بالحق دکھا دیا جس نے
راہِ ناحق مٹا دیا جس نے

چاند قومِ قریش سے نکلا   جس میں ہاشم کا اک قبیلہ تھا
آمنہ اسم پاک کے مادر کا   باپ عبداللہ عبدالمطلب دادا
جن کا آبائی تھا یہی پیشہ
خدمتِ پاک خانۂ کعبہ

آمد شد سے قبل رفت پدر   مرد مادر بہ شش سنِ عمر وہ

مثل فرزند آپ کو رکھ کر پرورش کی چچا نے سر تا سر

وہ چچا جو کہ تھے ابو طالب
ساری قوم قریش پر غالب

تھے جو بچپن سے پاکباز حضور ہو گئے تھے امین بس مشہور
گلہ بانی پہ وہ ہوئے مامور بکریوں کو چرایا تا بہ شعور

بعد نام خدا شباب آیا
حسن بھی دو چند تا شتاب آیا

سراپائے مبارک

چشم بد دور حسن بھی ایسا نور ہی نور چاند کا ٹکڑا
کوئی لائے نہ تاب نظارہ مات ہو جس سے نور کا تڑکا

تھا کھڑا چہرہ رسول صریح
رنگ سرخ و سفید اور ملیح

چشم وہ چشم آہوا ور سیاہ نور قدسی ٹپک رہا ہر گاہ
تیر مژگان نشانہ مثل سپاہ تھی کھڑی منتظر بحکم اللہ

نیلگوں ایک ہاشمی رگ تھی
دونوں ابرو کے درمیان بھلی

آپ کی تھی فراخ پیشانی ابروئے خم کشید محرابی

ناتواں ناک آپ کی اونچی   دُرِ دندان تھے موتیوں کی لڑی
گردن پاک تھی صراحی دار
تھے مُبرّا ہر عیب سے سرکار
تھا میانہ۔ سہی قدِ رعنا   جسم نازک بڑا سجیلا تھا
تیز رو تھے۔ نشان چستی کا   چال میں استواری حد درجہ
سر بڑا تھا عقلی کا گنجینہ
حُبِ حق میں کشادہ تر سینہ
گردیش مقدس و انور   بال کالے لٹکتے شانوں پر
زلفِ سنبل مثال ہیں گھونگر   بوئے مشکیں و عنبریں از بر
دونوں شانوں کے بیچ بالتصدیق
تھی نبوت کی مہر بالتحقیق

عادات و اطوار

تھے حلیم و متین ختم نبی   کوئی باقی نہ حد متانت کی
خلق تھا اور انکساری تھی   کم سخن اور بات میں نرمی
عدل و انصاف تھا پسندیدہ
غیر جس کے رہے ہیں گرویدہ

اقربا خوش رہیں محبت میں　　ہم محلہ کو بھی نہ وہ بھولیں
دوست لطف و کرم سے شاد رہیں　　یا دو دشمن کریں مدارا تیں
عہد و پیماں میں بڑے پکے
سب کے وہ دوست دل سچے

تھی محبت زیادہ بچوں پر　　اور شفاعت میں سب پہ ایک نظر
تھی نہ تخصیص پیش پیغمبر　　تھے امیر و غریب سب یکسر
مرد خوش خلق صادق الاقرار
ظاہر و باطن ایک لیل و نہار

تھے وہ ثابت قدم شفیعِ اُمم　　ہو اگر مبتلائے رنج و الم
ہوئیں کیسے ہی سخت درد و غم　　نہ زباں تک شکایت آئے بہم
چھوڑتے تھے نہیں وہ استقلال
تھے وہ راضی رضا سے حق پہ کمال[1]

ملازمت سفر

جب ہوا بست و پنج سال ظہور　　بی خدیجہ نے دیکھ اُن کا شعور
بہ تجارت کیا انہیں مامور　　کہ عرب سے یہ شام جائیں دور

---

[1] حضرت کے اوصاف معلوم کرنے کے لئے دیکھو نظم نمبر (۱۳) اسمائے سرکار دو عالم۔

تھا سفر آپ کا یہ ارضِ شام
راہ میں ایک جبکہ آیا مقام

بشارتِ رسالت

دی بشارت یہ ایک راہب نے   تھا جو نسطوری قوم سابق سے
آپ کو وہ بھی روز آئیں گے   ہونگے سردار اک زمانہ کے
نام روشن رہے بصد اجلال
مشرق و مغرب و جنوب و شمال

واپسی سفر

کام سب نے کیا لیاقت سے   دل دہی اور پھر دیانت سے
اس لئے غیب کی اعانت سے   نفع حاصل ہوا تجارت سے
آئے واپس غرض سفر سے حضور
ہر طرح سے منظفر و منظور

عقد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

تھا خدیجہ سے آپ کو رشتہ   جو بڑی مالدار تھیں بیوہ
جس نے دو عقد سابقاً تھا کیا   عمر چالیس سال۔ حسن ڈھلا

گھر ہوا اُن کے دل میں خدمت سے
عقد آخر ہوا ہے حضرت سے

سخاوت

جس سے سرکار ہو گئے خوش حال　　فارغ البال اور مالا مال
سر بہ راہِ خدائے جلِّ جلال　　کر کے تقسیم سب زر و اموال
جب ہوا دل میں عشق جائے گزیں
یہ ہوئے یادِ حق میں گوشہ نشیں

عبادت

تھا جو غارِ حرا۔ وہاں دن رات　　تن بہ تنہا بہ جستجوئے نجات
تھے عبادت میں شاہِ نیک صفات　　اور مصروف در دعا و صلوٰۃ
حلِ مشکل کا مشغلہ ہر روز
بت پرستئ خلق سے دل سوز

نزولِ وحی

بہ چہل سال شد چو عمر متیں　　بہ رسالت رسید حامئ دیں
لیلۃ القدر ہست چوں بہ یقیں　　آمد از غیب جبرئیل امیں
آمدہ بر رسول وحئ خدا
ابتدائے نزول شد اقراء

نزولِ قرآن مجید

نھا نہ قانون وضابطہ جو وہاں پارہ پارہ سے ہو گیا قرآں
ہے جو قانون قدرت رحماں راستہ دو جہاں کا جس سے عیاں
بالیقین اس کا جو کہ عامل ہو
اس کو دنیا و دین حاصل ہو

ہدایات سرکارِ دو عالم

شُد نے از حکم داورِ محشر سب کو تلقین کی یہ شام سحر
مجھ کو حق نے کیا ہے پیغمبر تاکہ ظاہر کروں یہ میں تم پر
کلمہ لا الٰہ الا اللہ
ہے نہ معبود اُس سوا واللہ
چھوڑ دو سب پرستشِ اصنام تم کو دیتا ہوں دعوتِ اسلام
ہے یہ امن و اماں کا پیغام ہے یہی راست راہِ خاص و عام
راستی موجب رضائے خداست
کس نہ دیدم کہ گم شد از رہِ راست
ایک ہے وہ خدا اُسے بخشندہ ہے اُسی کا جہاں سو جلوہ

کوئی اس کا نہیں زن و بچہ — لے کسی کا نہ وہ کبھی حلیہ
این خیالات ہست یک ہذیان
کہ بہ حلیہ نمو دشد یزدان

پاک ہے وہ خدائے بےہمتا — اور خالق تمام عالم کا
ہے وہی سب کا پالنے والا — ہے وہی سب کا مستجیب دعا
ہوں اُسی رب سے طالب امداد
نہ سُنے اُس سوا کوئی فریاد

بعد اللہ کے ہر ایک بشر — ہے سبھی خلقتوں سے افضل تر
حق نے اپنا امین اس کو کر — دیں سبھی اپنی قوتیں یکسر
جس امانت کی پرستش حق سے
روزِ محشر نہ ہر بشر چھوٹے

نیکیوں کا بدل ملے اچھا — اور بدیوں سے ہو عذاب بڑا
جس نے جیسا کیا وہی پایا — جائے خالی نہ خیر و شر اصلا
لیکے دنیا سے کچھ نہ جائینگے
نیک اعمال کام آئینگے

اشاعت اسلام

بعض نے سُن رسول کا پیغام — ہوگئے دل سے داخلِ اسلام

بعض نے از طریق بغض خام   لاکھ ایذائیں دیں۔ دیا دشنام
رنج و غم اس میں آپ نے پایا
رفتہ رفتہ پہ دین پھیلایا

معراج مبارک و حکم نماز

ششش صد و بست و یک عیسی سن   بست و ہفتم رجب مہ روشن
جلوۂ حق بدید آدر دل   یافت معراج۔ پاک جان و تن
فرض آں وقت شد نیازانہ
پنج وقتہ نماز روزانہ

آغاز سنہ ہجرت

دشمنوں نے دیا جو رنج و محن   قصدِ ہجرت کیا بہ ترک وطن
مارچ کا تھا مہینہ مستحسن   ششش صد و بست و دو عیسی سن
سالِ ہجری کی ابتدا یہ ہے
اور ہجرت کا ماجرا یہ ہے
غار میں کوہِ ثور کے اک بار   چھپ کے بیٹھے وہ تین دن ناچار
ساتھ کوئی نہ ہونس و غمخوار   جز خدا اور ایک یارِ غار

دریچہ مکھڑی نے بُن دیا جالا
اور کبوتر نے دے دیا انڈا

وُرُودِ مبارک بہ مدینہ منورہ

کی سبھی نے وہاں تلاش ہزار ۔ نہ پتہ آپ کا ملا زنہار
ڈھونڈ کر سب گئے جب آخرکار ۔ آپ نے پھر وہاں لیا نہ قرار

چوں مدینہ رسید حق آگاہ
خیر مقدم بکرد خلق اللہ

بناء مسجد نبوی

جمعہ کے دن ورود پاک ہوا ۔ جب سے اس روز کا ہوا چرچا
آپ نے کی نماز جمعہ ادا ۔ دینِ اسلام پر دیا خطبہ

دستِ حضرت سے اس سفینہ میں
ایک مسجد بنی مدینہ میں

دعوتِ اسلام

دین برحق یہاں سے استحکام ۔ پا گیا درمیان خاص و عام

بھیجے گو رشہ نے چار سو پیغام دی سلاطین کو دعوتِ اسلام
جس نے کی عزتِ ندائے خیر
وہ ہوا موردِ دعائے خیر

حسنِ سلوک بہ قیدیانِ جنگ

جو ہوا شر سے بر سرِ پیکار آپ نے کی مدافعت ناچار
ہو وہ کیسا ہی دشمنِ غدار عفو فرمایا آپ نے ہر بار
جنگ کے قیدیوں سے تھا وہ سلوک
جس کے قائل رہے جہاں کے ملوک

جنگ بدر

سر مہمات تو ہوئے اکثر دو سنہ ہجریہ میں ایک مگر
بدر کے جنگ میں بہ فتح وظفر تھے نبی۔اپنی فوج کے افسر
مثل مورد کے فوج آئی
فتح معدودے چند نے پائی

جنگ وادی اُحد

چار ہجری میں مکہ والوں کا وادی اُحد میں چھڑا جھگڑا

پُرخطر تھا غنیم کا دھاوا　　جان نثاروں نے جان پر کھیلا
زخم کھائے حضور نے بالذات
تھا مگر جیت آپ ہی کے ہاتھ

فتح مکہ

اس لڑائی کے بعد بھی اکثر　　کی ہے اک اک مہم حضور نے سر
نو سنہ ہجریہ کی ہے یہ خبر　　شہر مکہ لیا بہ فتح و ظفر
کفر کعبہ سے بس مٹا ڈالا
تین سو ساٹھ بت کو توڑ دیا

نماز بہ کعبۃ اللہ

مقتدی سب بہ پشتِ پیغمبر　　کعبۃ اللہ میں صف بہ صف ہو کر
از خضوع و خشوع سرتاسر　　سر بسجدہ ہوئے خدا کے گھر
کلمہ گو بڑھ رہے تھے روز بروز
سر پہ تھی رحمت ضیا افروز

جنگِ حنین

کرد جنگِ حنین شاہ انام　　یافت نام و نشان در ہر گام

جگمگایا ستارۂ اسلام ملک گیری میں حکم تھا یہ عام
جو پڑھے کلمہ پائے امن و امان
ورنہ جزیہ سے مشکلیں آسان

دیکھ معجزات حیرت زا ہو گئے ختم الرسلؐ کے گرویدہ
سینکڑوں نے بغیر چون و چرا دین اسلام کو قبول کیا
سب تھے صوم و صلوٰۃ کے پابند
مال و زر میں زکواۃ کے پابند

باغ اسلام تھا پھلا پھولا تھا ستارہ نصیب کا چمکا
باغ کا ہر درخت تھا تازہ اور سر سبز اس کا ہر پودا
باغبان احمد رسول زماں
تھے ہر اک برگ و بار کے نگراں

وصال پاک

وائے ناکامیٔ غریبیٔ ما سایۂ عاطفت نہ سر پہ رہا
کیا حوادث نے ہم کو زیر کیا شوق دل ہی میں رہ گیا دل کا
لاکھ شاگرد گو رہیں عالی
جائے استاد ہے مگر خالی

ہے خدا کے سوائے سب کو فنا ہو پیمبر ویا کوئی بندہ
جس کسی کو خدا کا حکم ہوا چل بسا وہ بغیر چون وچرا
اٹھ گئے تاسماء اِک آں
ہے بجا۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانْ

چھائی ادبار کی گھٹا افسوس گیا گہن چاند کو لگا افسوس
شمسِ عالم نہیں رہا افسوس سب کا حاجت روا گیا افسوس
بارہویں تھی ربیع اول کی
روز دوشنبہ یازدہ ہجری

جب گئے شاہِ دین جنت کو وقتِ آخر کہا یہ امت کو
بھولیو تم نہ اس وصیت کو سب مسلمان رکھیں اُخوت کو
ہے مساوی ہر ایک کا درجہ
ہے نہ اُس میں کسی کا کچھ ہرجہ

خلافت حضرت خلیفہ اول ودوم

یا نبی آپ کی وصیت پر کچھ زمانہ تو سب رہے مل کر
یعنے بوبکرؓ اور خلیفہ عمرؓ پائے فتح وظفر زیادہ تر

شرق سے غرب تک حسن حسن
دین کا نام کر دیا روشن

تھے عمر جو خلیفۂ ذیجاہ   اک زمانہ ہے مدح خواں ہرگاہ
وہ فتوحات پائیں خاطر خواہ   ہیں تواریخ دہر اس کے گواہ

شاہان لرزیدہ بود از نامش
گردحا شانہ سرکشی سرکش

شاہ شاہان تھے بادشاہت میں   اور ذی خلق تھے مروت میں
قاسم بے غرض غنیمت میں   صاحب عدل تھے حکومت میں

نور بخشش زدست عدل امیر
شد نہ جا نبرز درہائے کثیر

خلافت حضرت خلیفہ سوم

بعد اِن کے خلیفۂ عثمان   آئے مسند پہ جامع القرآن
جز بہ یادِ خدائے انس وجاں   نہ رکھے وہ کسی طرف رجحان

جو کہ حضرت کے ایک تھے داماد
تھا نہ دولت میں کوئی ان سے زیاد

جس نے حضرت کے اک اشارہ پر   راہِ حق میں لٹا دیا سب گھر

نہ رکھا پاس کچھ زر و زیور
تھے ملقب غنی وہ سر تا سر
ہجرِ احمد میں جو رہے مردہ
کیا بھلا اُسکو لذتِ دنیا

سبب فساد

اس لئے مقتدر ہوا مروان
اس نے اپنوں کی خاطر و احسان
ایک کو ایک پر کیا قربان
جس کو چاہا بنا دیا سلطان
پھر نہ اسلام میں رہی بندش
حق تلف ہو چلا بلا پرسش
جس سے ہو کر فساد جلوہ فگن
بگڑا اسلام کا تمام چلن
بغض و رشک و حسد ہوا روشن
ایک کا ایک ہوگیا دشمن
ڈھنگ اسلام کا ہوا بےڈھنگ
بدولی نے جمایا اپنا رنگ
شر سے ابنِ صبا یہود کے جب
سخت یورش ہوئی بہ ملکِ عرب
آب و خور بند تین روز و شب
شاہِ عثماں پہ رہا یہ غضب
نہ ہوئے شاہ برسرِ پیکار
گو خلافت کی فوج تھی تیار
حیف صد حیف گردشِ ایام
ہم نے بھولا رسول کا پیغام

تھا مسلمان کا قتل ہم پہ حرام   باوجود اس کے وہ کیا ہے کام
ابتدا اشد شہید بالاعلان
بالبِ تشنہ حضرت عثمانؓ

خلافت حضرت خلیفہ چہارمؓ

بعد عثمانؓ۔ علیؑ نیک نہاد   شہ کے داماد۔ بھائی تھے عمزاد
ہو خلیفہ بہ تختِ عدل و داد   اور سُن کر ہر ایک کی فریاد
حق بہ حقدار کا خیال ہوا
لیک انجام یہ محال ہوا

نزاعِ خلافت

آگ بھڑکی مخالفت کی تمام   تہلکہ پڑ گیا بہ روم و شام
تھے مخالف زیادہ تر حکام   کی نہ تعمیل اُن سبھی نے عام
خانہ جنگی شروع ہوئی جس سے
معرکے ہو گئے کئی اس سے

لہ۔ دیکھو نظم نمبر (۳۵) صراط مستقیم اور دیکھو نظم نمبر (۳۷) راہ طریقت۔

امامت حضرت امام حسن
و دست برداری از خلافت

بعد مولا بہ انتخاب زمن   تخت پر آئے جب امام حسنؑ
صُلح کُل بس تھا آپ کا شیون   میٹنے کے لئے فساد و دُفن
کی خلافت سے دست برداری
اور امامت لقب کیا جاری

امامت حضرت امام حسینؑ

جب حسن نے وفات فرمائی   جو کہ چھوٹے تھے آپ کے بھائی
بس امامت حسینؑ نے پائی   پھیر اُن سے بھی ایک بیش آئی
چھیڑ اُن سے ہوئی ہے بیعت پر
کہ یہ بیعت کریں خلافت پر

شہادت حضرت امام حسینؑ

نہ خلافت کا فرض تھا باقی   بلکہ اک عیش کی حکومت تھی
شام میں تھی یزید کی شاہی   اس لئے آپ نے نہ بیعت کی

جس سبب سے ہوئے شہید امام
آب و خور تین دن تھا ان پہ حرام

مصائب آل اطہر

ظلم ایسا ہوا معاذ اللہ   خویش و اقرب کو بھی ملی نہ پناہ
شد حرم بے ردا بغیر گناہ   شصت و یک ہجری سنش صدآہ
جسم کوفہ میں سر بہ شام گئے
غیر گور و کفن شہید ہوئے

وفات ائمہؑ

بعد حضرت حسینؑ سر تا سر   ظلم سے جو نہ ہو سکے جانبر
عابدؑ و باقرؑ و ستہ جعفرؑ   موسیٰ کاظمؑ، علی رضاؑ سرور
تھے محمد تقیؑ، علی نقیؑ
تھے حسن عسکریؑ، امام سبھی

عرض حال بہ بارگاہ رسالت پناہ

یا محمد رسول پشتی بان   آپ کا تھا یہ آخری فرمان
ہیں مرے دو نشان بالاعلان   ایک تو آل دوسرا قرآن

آل کا حال وہ ہوا اوّل
اور قرآن ہے بغیر عمل
اب نہ کوئی امام ہے سر پر   اور نہ اُمت کا ہے کوئی رہبر
یانی اب سنبھال ہو کیوں کر   ہے خدا حافظ و نگہبان تو
اب سنبھالے خدا تو ہوئے سنبھال
ورنہ اُس کی سنبھال سخت محال
آپ کا تھا یہ مقصد اسلام   ہوں مسلمان ہم خیال تمام
مذہب و ملت و عقیدہ و کام   سب میں ہو جائیں ایک خاص و عام
لیک اب ہیں یہاں طریق کئی
سُنّی و شیعہ و فریق کئی
فرق یہ سب مٹائے مولا   این و آں کا مٹے یہ سب جھگڑا
راستہ اک بتائے سیدھا   جس پہ ہم سب رہیں عمل پیرا
کلمہ لا الٰہ الا اللہ
جس سے اس کے کیجیئے آگاہ
ہیں جو خاصانِ حق عز و جل   عالم باعمل ز روزِ ازل
مستوی ہے یہی صراطِ عمل   ہے یہی دو جہاں میں افضل

ٹ۔ دیکھو نظم نمبر (۳۶) قوت انسانی۔ اور دیکھو نظم نمبر (۲۶) راہ طریقت۔

جس کی تلقین آپ نے کی ہے
آج نصرت نے مئے وہی پی ہے

(۴۳) فرقہ پرستی

اے مسلمانو خدا کے واسطے سوچو ذرا — اب زمانہ یہ نہیں فرقہ پرستی کا رہا
کھو چکے جو کچھ کہ ہونا تھا رکھا ہی کیا دھرا — پھر یہ جھگڑے کس لئے ہیں ان سے کیا فائدہ
ہے برا آیا زمانہ خواب غفلت سے اٹھو — آنکھ ملکر دیکھو دنیا میں ہی کیا کیا ہو رہا
ہے عدو سر پہ ہمارے سر بسر خنجر بکف — قتل کرتے وقت وہ پوچھے نہ فرقہ کونسا
ہو سنی یا کہ شیعہ یا وہابی ۔ خارجی — قادیانی ہو کہ دہری یا کوئی فرقہ سوا
نام مسلم ۔ کلمہ گو کو ایک ہی سمجھے عدو — سامنے اس کے ہیں اک سب چاہو تم ہو سب جدا
اس لئے اب تو خدارا ایک ہو جاؤ سبھی — جب اکھڑ جائیں قدم پچھتائے سے کیا فائدہ
جنتی ہو دوزخی ہو کچھ سہی چھوڑو یہ بحث — بھائی اپنا اس کو سمجھو جو کوئی کلمہ پڑھا
آؤ سب مل لو گلے ہو جمع اک جھنڈے تلے — اب من و تو کا ہے ہرگز نہ فرق بے مزا
ہے مثل مشہور دشمن بھائی کا بھائی ہے — وقت آ جائے تو اک ہو جائیے بے چون و چرا
اس لئے اب وقت ہے اسکا کہ ہوں سب متفق — اور ہوں اک روح دو قالب جدا ہیں تو کیا

فرق سب مٹ جائے ہم سے یا الٰہی العالمین
متفق ہو جائیں ہم سب ہی یہ نصرت کی دعا

(۳۵) صراطِ مستقیم

ایک اہلِ دل سے اک جویائے حق نے یہ کہا
مستند اسلام کی باتوں نے میرا دل لیا

سادگی اسلام کی دیکھی صداقت سے بھری
اس لئے آبائی مذہب چھوڑ اس میں آ گیا

آ کے اس میں جبکہ دیکھا شاخہائے لاتعد
ہو گیا حیراں سمجھ میں کچھ نہیں ہے آ رہا

چار جانب سے مجھے آتی رہی ہیں دعوتیں
مجھکو ہر طبقہ نے بتلایا نیا اک راستہ

جنتی خود کو کہا اور دوسرے کو دوزخی
ہر کسی نے اپنے مذہب کا فزوں رتبہ کیا

دیکھ کر یہ امت موسٰے[1] مجھے یاد آ گئی
بعد موسٰے جو عمل اس وقت تھا جاری ہوا

دین احمد سے مٹا بدعت پرستی کا رواج
پھر وہی سب بدعتیں کیسی رکھی جائیں روا

اس لئے مجھکو بتا دو ایک راہِ مستقیم
دو جہاں میں سرخرو جس سے رہوں پیشِ خدا

صاحبِ دل نے دیا جویائے حق کو یہ جواب
ان فروعاتی بکھیڑوں میں نہ جاؤ بے مزا

بلکہ اس کلمہ کو دیکھو جس پہ تم ایمان لائے
جس کی شاہِ دین نے تلقین کی ہے بارہا

لَا اِلٰہَ اور اِلَّا اللّٰہ میں ہی بھید سب
دل کو آئینہ بنا کر دیکھ لو راہِ صفا

ہے نہیں اس میں کسی کا کچھ اجارہ سربسر
اپنے ہاتھوں سے ملیگا اپنی محنت کا صلہ

---

[1] دیکھو نظم نمبر (۳۲) مختصر حالات انبیائے برگزیدہ میں قصہ حضرت موسیٰؑ۔

یہ وہ ہے ترکیبِ کلمہ جس پہ قربان جائیے — اولیا اللہ کو حاصل ہوا جس کا مزا
ہے یہی علمِ لدنی از علی بابِ علوم — آمدہ سینہ بسینہ فیض بخشِ اولیا
اس سوا تم کو ملے ہرگز نہ راہِ مستقیم — چاہو تم کچھ بھی رکھو اپنا عقیدہ ظاہرا

سن کے یہ جویائے حق نے پھر کہا ہو مضطرب — جس علی کے فیض سے بنتے رہے ہیں اولیا
ان کے ہر نقشِ قدم کی پیروی کے واسطے — ان کے کچھ عادات اور اطوار تو دیجے بتا

صاحبِ دل نے دیا جویائے حق کا یہ جواب — اس بزرگ و برتر و بالا کا ہے یہ ماجرا
ہیں ولی اللہ علی شاہِ ولایت بالیقین — جن کو تھا علمِ لدنی فیض بخشِ مصطفےٰ
کلمۂ طیب کو سمجھا اور سمجھایا یہی — ہیں یہی شاہِ ولایت بادشاہِ اولیا
ہے یہ سرچشمۂ ولایت کا انہی کے فیض سے — اولیا سیراب ہوتے آرہے ہیں بارہا
از طریقت انکے در سے کوئی ہٹ سکتا نہیں — دور اس در سے جو کوئی ہو نہ پائے راستہ
اس ولی اللہ کے اوصاف کا ہو کیا بیاں — صاحبِ دل پاک باطن سینہ بے کینہ رہا
مصلحت پر تھی نہ مبنی دشمنی و دوستی — ظاہر و باطن رہا ہے ایک ہی انکا سدا
راہِ حق میں وہ نہ ڈرتے تھے کسی سے بھی کبھی — جس نے اس میں سرکشی کی اس کو نیچا کر دیا
"لا فتیٰ اِلا علی لا سیف اِلا ذوالفقا" — شان میں آیا انہیں کے۔ تھے یہی شیرِ خدا
مال و زر چاہا نہ دنیا کا کبھی تا زندگی — تھے سخی ایسے نہ اپنے پاس اک حبہ رکھا

باوجود اس کے خیال اتنا بھی کرنا ہی کہ نہ — دولت وزر کیلئے دشمن وہ اوروں کا ہوا
تھی نہ حبِ جاہ و دولت تھی نہ دلمیں دشمنی — بلکہ محوِ کلمۂ طیب وہ رہتے تھے سدا
دوسروں کے دور میں انکو نہ پہنچا کچھ گزند — عدد اُن کا جبکہ آیا پس یہ گذرا سانحہ
تھا ہمیشہ سے یہی بس میرے مولا کا شعار — ہر کسی گرتے کی وہ کرتے مدد بے انتہا
نام میں تاثیر ہے ابتک علی کی بالیقین — یا علی جس نے کہا بس پار بیڑا ہو گیا
جان سے اور مال سے بھی تھا نہیں انکو دریغ — ہر کسی کی بھی مدد کرنا انہیں کا کام تھا
اور گھڑی یہ ہو گئی امدادِ مظلومین کو — بعدِ عثمان جب خلافت پر ہوے جلوہ نما
مقتدر حکام کو جس سے پہنچتا تھا ضرر — اس لئے جنگ و جدل میں پھنس گئے شیرِ خدا
غیر کی خاطر کیا آرام اپنے پر حرام — تھی غرض ذاتی نہ انکی زندگی تک ماسوا
ظلم کا مٹنا تھا مشکل۔ جان پر انکے بنی — دخل تھا انکی شہادت میں نہ انکی ذات کا
زندگی تک کچھ کیا ہر گز نہ اپنے واسطے — پھر عداوت دوسروں سے کیا انہیں ہوگی بھلا
فیض ان کا عام ہے اچھے برے پر سر بسر — دوست دشمن ایک ہیں پیشِ شہِ مشکل کشا
چشمِ باطن سے علی کو دیکھ آئینگے نظر — چشمِ ظاہر سے علی کا کچھ نہ جانے مرتبہ

بھید ہے کلمہ کے نقطہ کو بھی واقف کیجئے
بہر اللہ و محمد — یا علی مرتضیٰ

(۴۶) قوتِ انسانی

غیرِ حق ہرگز نہیں سجدہ کسی کو بھی روا — کیونکہ حق کے بعد کا درجہ بشر[1] کا ہے بڑا
یہ بشر حق کا خلیفہ اشرفِ مخلوق ہے — اس سے بڑھکر کوئی بھی ہستی نہیں ہے ماسوا
جس کو حاصل قادرِ مطلق کی ہیں سب قدرتیں — ہے مقابل اس کے کس کی قدرتِ بے انتہا
ظاہر و باطن میں اسکی ہیں بہت سی قوتیں — دیکھنے کو یہ بشر ہے ایک پتلا خاک کا
ظاہری قوت کا اندازہ اسی سے ہو سکے — خاک سے لے پر فلک پر جائے از عقلِ رسا
باطنی قوت کے جوہر تین ہیں انسان میں — دل میں۔ اسکی سانس میں۔ آنکھوں میں ہے جادو بھرا
غیر معمولی قوت نظر کے کھیل سے — سحر پر دم کا ہے اُستادِ ذی قدرت بڑا
دم کو قابو میں جو لائے حبس دم کرکے کوئی — سیر حاصل روح کو ہو سے سمک سے تا سما
اور ان دونوں سے بالاتر ہے دل کا کھیل اک — دل بھی وہ دل جو کہ اک عضوِ رئیسہ ہے بڑا
جو سبھی اعضا کو دل سے خون کی تقسیم ہو — تقویت پاکے اسی دل سے دماغ و کل قوا
ہے جو اک عضوِ رئیسہ یہ دل نازک ترین — اولیا اللہ نے اس پر ہے قابو پالیا
کلمہ طیب سوا قابو میں دل آتے نہیں — جس نے قابو میں لیا دل۔ قربِ حق اسکو ملا

دل مرا قابو میں آجائے مرے پروردگار
کلمۂ طیب سے نصرت ہو رہے دل آشنا

---

[1] دیکھو نظم نمبر ۱) دینِ فطرت اور دیکھو نظم نمبر ۱۲ وحدت و نبوت کا لازم و ملزوم ہونا اور دیکھو نظم نمبر ۸ غضب وغیرہ۔

(۳۷) راہِ طریقت

ہے خدا کے بعد کا درجہ پیمبر کا بڑا خاص بندہ ہے وہی اللہ کا بھیجا ہوا
ہے نبی ہیں اور ولی میں فرق تین طور پر لے کے آتا ہو نبی تازہ شریعت بر ملا
ہو نبی، صدیق و عادل[1] اور غنی[2] اور ہو شجیع[3] متقی ہو معصوم۔ ہو وہ بے گناہ و بیخطا
جو صداقت میں ہو یکتا۔ عدل میں یا ہو عدیل اور غنی ایسا نہ بندہ ہو زر و اموال کا
ہو شجاعت اسکی ایسی راہ حق میں سر بسر کچھ نہ پروا ہو کسی کی اور نہ خوف و رجا
جو بتائے ایک سیدھی راہ خلق اللہ کو واقف حکم الٰہی ہو کے از وحی خدا
وحی کے ہیں چار درجے جنمیں اک از جبرئیل ہے فرشتہ جو خدا کا حامل وحی خدا
جب پیام حق کو لاتے تھے جناب جبرئیل لرزہ بر اندام۔ ہوتی اک غشی بر مصطفےٰ
دوسرا درجہ ندائے غیب کا ہے سر بسر طور پر موسیٰ کو جیسے غیب کی آئی ندا
تیسرا جو ہے ذریعہ خواب کا و نیم خواب جیسے ابراہیم پر ظاہر ہوا اک خواب تھا
آخری درجہ ہے اک الہام کا از حکم حق خود بخود آجائے دل میں غیب سے حق کی ندا
ماسوا صورت اول۔ بقیہ صورتیں اولیاء اللہ کو حاصل ہیں از فضل خدا
وحی قطعی و یقینی ہے نبی پر ہر طرح اور ولی اللہ کو الہام ظنی ہے ملا

لہ وسلہ دیکھو نظم (۲۳) مختصر حالات انبیاء برگزیدہ ہیں قصہ حضرت موسیٰ و قصہ حضرت ابراہیم سلہ دیکھو نظم نمبر (۲۶) قوت ارادہ

وحی سے انکار موجب کفر کا ہے بالیقین — غیر سے محروم جو الہام سے منکر ہوا

عاملِ کامل شریعت کا فقیہہ ورا زداں — ہو ولی اللہ وہی بندہ خدائے پاک کا

جس کے سرچشمہ علی شاہ ولایت ہیں یقیں — جن کی ذات خاص سے جاری یہ چشمہ ہے سدا

ذات سے انکی نکل آئے ہیں یہ دو سلسلہ — اک امامت دوسری شاخِ ولایت بالہدا

پنجتن ہیں یہ ہیں۔ محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ — ہیں حسنؑ اور ہیں حسینؑ ابن علیؑ مرتضےٰ

تا بہ مہدی ہیں امام بحر و بر بارہ امام — اہل بیت پاک اولاد علی مرتضےٰ

اندر طریقت ہیں ولی کے بھی مدارج سربسر — بعد حضرات آئمہ کے ہے رتبہ غوث کا

غوث اعظم تھے ولی اللہ محی الدین پیر — جن کے در سے فیض اب تک پا رہے ہیں اولیا

غوث کے ہیں بعد اوتاد اور ابدال قطب — سالک و عارف۔ محب۔ مجذوب یادِ خدا

ہے زمانہ کوئی بھی خالی نہ ان اصحاب سے — جن کے ہاتھوں انتظام عالم کا مخفی ہے سدا

نصرتِ عاصی پہ ہو جائے کرم کی اک نظر

اے خدائے پاک بہرِ انبیا و اولیا

(۳۸) صاحبِ دل

صاحبِ دل کا خدا سے جو تعلق ہے نہاں — ظاہر اس کا کسی کو بھی نہ ہو وہم و گماں

اس لئے تم ڈھونگئے کو بھی نہ سمجھو ڈھونگیا — کیا خبر تم کو کہ اس پردہ میں کیا ہے چھپا نہاں

رہکے دہوکہ میں دکھاؤ صاحبِ دل کا نہ دل
صاحبِ دل کا جو دل ہلجائے۔ لرزے آسمان

از ہزاران کعبہ یک دل بہترست و بہترست
دل بدست آور کہ حج اکبرست اے مہربان

(۲۹) وقتِ سحر

نور کا وقت یہ ہے سوتے ہو کیا وقتِ سحر
جاگنے والوں کو ملتا ہے خدا وقتِ سحر

آ رہی ہے جو نظر شانِ خدا وقتِ سحر
نورِ حق چار طرف پھیلگیا وقتِ سحر

بال و پر کھولے ہوے چہچہے کرتے ہیں سبھی
یادِ معبود میں مرغانِ ہوا وقتِ سحر

فاختہ کہتی ہے حق سرہ قمری ہو ہو
ساری چڑیاں کریں چہچوں کی صدا وقتِ سحر

نورِ حق منہ پہ نمازی کے نہ کیونکر ہو عیاں
فرضِ صبح کیا سجدہ بخدا وقتِ سحر

حق نے فرمایا ہے قرآن میں نحن اقرب
ہوے حاصل بخدا قربِ خدا وقتِ سحر

لا الٰہ کہے دم کھینچ کے پھر الا اللہ
کر تو اثبات و نفی ضرب لگا وقتِ سحر

ہر دم اللہ کہیں ذکر کریں اللہ ہو
زنگ سے آئینہ دل ہو صفا وقتِ سحر

ہو مراقب بہ فنا دل کو بنا جامِ جم
لا الٰہ کا رہے نقش کھنچا وقتِ سحر

شاہِ لولاک لما عرشِ معظم پہ تھا
شکر کرتے ہیں فرشتے بھی ادا وقتِ سحر

ہے نمونہ یہی فردوسِ بریں کا واللہ
دیکھ لیں روضۂ اقدس میں ذرا وقتِ سحر

پھر دمہ نکلیں نہ جنت میں پھول روز و شب
ایک ہی وقت وہاں پہ ہے سدا وقتِ سحر

ہوے مقبولِ خدا باب اجابت ہوا
جو اٹھیں دستِ دعا بہرِ دعا وقتِ سحر

یا الٰہی ترے محبوب کے صدقہ سے مرا — خاتمہ خیر ہو بس ہے یہ دعا وقتِ سحر
بعد مرنیکے مری خاک کو لے جاکے صبا — روضۂ پاک کے اطراف پھرا وقتِ سحر
احمدِ ختمِ رسل پر معہ آل و اصحاب — بھیجو صلواۃ بصد صدق و صفا وقتِ سحر

آرزو ہے یہی نصرت کی مدینہ جاکر
خاص روضہ پہ کہوں صل علیٰ وقتِ سحر

(۱۳۰) اطاعت

کر اطاعت تو خدا کی اور رسول اللہ کی — بعد ان کے ہو اطاعت فرض اپنے شاہ کی
حکمِ قرآنی سے بس ثابت ہوا نصرت یہی — ہے اطاعت فرض ہم پر آصفِ ذیجاہ کی

(۱۳۱) اعمالِ نیک

جو کمائینگے آج کھائیں گے — ساتھ لائے نہ لیکے جائینگے
دونوں عالم میں نصرت ناداں — نیک اعمال کام آئینگے

(۳۲) اعتبار و صداقت

دنیا کھڑی ہوئی ہے فقط اعتبار پر
ہر ایک کاروبار اسی پر ہے منحصر

جو اعتبار کھوئے وہ نظروں سے گر پڑے
کام آئے کچھ نہ دولت و حشمت نہ کچھ ہنر

جس کا نہ اعتبار ہو اس کا کوئی نہیں
اپنے پرائے سب متنفر ہوں سر بسر

بے اعتبار کو کبھی دنیا ملے نہ دیں
بیزار اس سے کیوں نہ رہیں مادر و پدر

کیا خوب ہے یہ قول کسی ہوشمند کا
یہ قول لوحِ دل پہ ہو کالنقش فی الحجر

پیسہ گرہ کا جائے تو ہرگز نہ کر ملال
پیسے کی کیا کمی ہے اگر ہے تو معتبر

صحت جو جائے تو ہراساں نہ ہو کبھی
دنیا میں ہیں بہت سے اطبائے نامور

لیکن ہے اعتبار بڑی چیز اے عزیز
یہ ایک بار جائے تو آئے نہ عمر بھر

سر جائے کبھی تو جائے پہ جائے نہ اعتبار
بے اعتبار جینے سے مرنا پسند کر

سچائی اعتبار کی روشن کلید ہے
ہے جھوٹ اعتبار کی دشمن صریح تر

اک جھوٹ کی بناء میں سو جھوٹ تو کہے
آخر میں جھوٹ جھوٹ ظاہر ہے قصہ مختصر

جھوٹے پہ چوطرف سے رہے لعنتِ خدا
ہر ایک جا ذلیل ہو نیچی رہے نظر

سچے کے سر پہ سایہ فگن رحمتِ خدا
ہر جائے سرخرو رہے سب میں ذی اثر

اب تو بتا کہ سچ میں مزا ہے کہ جھوٹ میں
ان میں سے ایک راستہ تو اختیار کر

بھولے سے جھوٹ آئے زباں پر کبھی نہیں
دورنگی چھوڑ اور رہو اک رنگ سربسر

ورنہ رہے اِدھر نہ اُدھر بیچ میں ادہر
دنیا ملے نہ دین گئی عمر گذر

(۳۳) پردہ پوشی

یہ ہوئی سی کچھ پنہاں ضعیفی ہو نہیں سکتی
جو نقلی چیز ہے ہرگز وہ اصلی ہو نہیں سکتی

وہی ستار رکھتا ہے ہمارے عیب پردے میں
لباسِ فاخرہ سے پردہ پوشی ہو نہیں سکتی

(۳۴) ہر دلعزیزی

چار باتوں سے رہے دنیا میں تو ہر دلعزیز
ہو مدارا با مخالف ہو تلطف با حبیب

رحم چھوٹوں پر زیادہ ہو بزرگوں کا ادب
با ادب ہو با نصیب بے ادب ہو بے نصیب

(۳۵) نرم گفتار

زبان کی ساخت یہی کہہ رہی ہے ہر اک بار
کہ نرم میں ہوں کرو مجھ سے نرم تر گفتار
اگرچہ کچا چبانے کو دانت ہیں تیار
مگر نہ غصہ مجھے آئے ہوں نہ میں بیزار

(۳۶) بھلائی کا ایک لفظ

بھلائی کسی کی اگر چاہتے ہو
یہی کام آئیگی نیکی کسی کی
بھلائی کا اک لفظ بہتر ہے۔ اس سے
کہ تعریف ہو لمبی چوڑی کسی کی

(۳۷) اخلاق کا ثمر

ہرا بھرا رہے جبتک درختِ خوش خلقی
ثمر یہ اُس کا ہے ہر دلعزیز عالم ہو
ہر ایک کام ترا لوگ سمجھیں اپنا کام
ہر ایک کام بنے تیرا ایک ہو یا دو

جتنا کہ اس کے ہو دل میں ہو جو بدخلقی
تو سب کو تجھ سے ہو نفرت تجھے کہیں بدخو

جو کام بنتا بھی آئے ترا تو ایک ایک
موافق ہو یا مخالف بگاڑ دے اس کو

بھلائی جبکہ نہیں تو نے کی کسی سے بھی
بھلا امید بھلائی کی کسی سے کیسی ہو

(۳۸) لطفِ زندگی

اگر تم چاہتے ہو زندگانی لطف سے گذرے
کسی کے ہو رہو۔ اپنا کسی کو یا بنا رکھو

اگر تم چاہتے ہو زندگانی بدمزہ گذرے
ہر اک سے دشمنی کر کے عدو اپنا بنا رکھو

(۳۹) بدگوئی

منہ سے ایسی بات نکلے ہر گھڑی اے خوش سیر
جس سے خوش ہوں لوگ سب نزدیک ہوں یا دور تر

کام کر ایسا بھلے جس کا ثمر اچھا ہے تجھے
کر نہ ایسا کام جس سے کچھ نہ حاصل ہو ثمر

ہے کسی کا قولِ زریں سن بگوشِ دل ذرا
چور سے بدتر سمجھ بدگو کو لے والا گہر

جیب خالی کر کے میرا اپنا بھرتا جیب ہے
ہے یہی چوری کا مقصد چور کا ہی یہ ہنر

لیکن اس بدگو کو کیا کہئے عجب ہے بوالہوس
مجھ سے پا سکتا نہیں کچھ نیک نامی چھین کر

(۴۰) چراغِ علم

چراغ علم سے روشن نہ ہو تو ہی دماغ — بس اک مکان بہت تنگ اور بہت تاریک
جو آئے روشنیِ علم - پھر نظر آئے — ہر ایک راہِ ترقی ہزار ہو باریک
ہے بادشہ تو فقط اپنے ملک کا سرور — ہے عالموں کی حکومت تمام دنیا پر

(۴۱) شاہراہِ ترقی

تو بلندی کا ہے اگر طالب — چھوڑ آرام نام کر کے دکھا
کام سے پہلے سوچ لے انجام — سخت سے سخت کام کر کے دکھا
تجھ کو مل جائے گا ضرور صلہ — جو ہے جویندہ وہ ہے یابندہ
رائیگاں جائیگی نہیں محنت — دیگا ثمرہ خدائے بخشندہ

(۴۲) خیر الامور اوسطہا

نہ خاموشی زیادہ ہو بہائم کی یہ خصلت ہے — زیادہ گفتگو بھی بیوقوفی کی علامت ہے
لجاجت سے نہ آنکھوں سے گرو اور تم نہ گستاخ ہو — بنو خیر الامور اوسط اسی میں ساری عزت ہے

(۴۳) عجلت

کام میں عجلت نہ ہو جو عاقبت اندیش ہو — کام شیطان کا ہے عجلت عقل سے جو دور ہے
صبر گو ہے تلخ لیکن ہے بڑا شیریں ثمر — دیر آید اور درست آید مثل مشہور ہے

(۴۴) مشورہ

ہو تم کیسے ہی لائق اور فائق اور جہاندیدہ — ولیکن ہو بشر آخر۔ کرو ہرگز نہ خود رائی
کسی سے مشورہ لیکر کرو ہر کام تم اپنا — وہی بات اچھی ہوتی ہے جو ہر اک کے پسند آئی

ولیکن جو خوشامد خور دشمن مشورہ دینگے
خلاف مرضی والا نہیں اک لفظ بولینگے

خوشامد خور دشمن کا رہیگا ایک ہی شیوہ — اگرچہ ہیں یہ دونوں بھی الگ لیکن نہیں ہوگا
بگڑ جائیں تمہارے کام تو اس کی نہیں پروا — ہو دشمن خوش۔ خوشامد خور کچھ باتیں بنا دیگا

یہ دونوں کو بھی چھوڑو دے تلخ جو مشورہ تم کو
اسی آزاد کی سن لو۔ ہو جس میں فائدہ تم کو

جو ہوگی بات کڑوی پھل وہی دیگی تمہیں میٹھا — تمہارا دوست جو ہوگا وہی کڑوی سنائیگا

(۴۵) آہ مظلوم

دشمن کی مصیبت پہ نہ خوش ہوئے ہرگز — اور اپنی مصیبت کو فراموش نہ کیجے
کہتا ہے برا وہ تو سنو ہے وہ جیالا دل — لذت ہے اسی میں اسے خاموش نہ کیجے
چھیڑو نہ اسے ورنہ وہ دو آتشہ فریاد — کردیگی فنا آپ کو بھی خوب رکھو یاد
مظلوم کی اک آہ فلک کو بھی جلا دے — آہ دل مظلوم سے اللہ بچائے

(۴۶) شبہ

شبہ کو ریگ کی دیوار ہر بشر سمجھے — عمارت اس پہ بنا کر کوئی اگر سمجھے
کہ بید ریغ ہے بنیاد اسکی مستحکم — تو کچھ بھی سمجھا نہیں چاہے خوب تر سمجھے
دعا ہے کوئی نہ ہو مبتلائے وہم گماں — مریض وہم کی صحت کی کوئی آس نہیں
یہ وہ مرض ہے کہ جس کا نہیں علاج کوئی — دوائے وہم تو لقمان کے بھی پاس نہیں

(۴۷) اسراف بیجا

بہترین انسان سب میں ہے وہی مرد ذکی — اپنی آمد سے جو رکھے نصف خرچ لازمی

بدترین انسان سب میں ہے وہ مرد بیوقوف
اپنی آمد سے زیادہ خرچ رکھے سرسری

ہے اگر آمد کے اندر خرچ بے خوف و خطر
ہو نہ میخواری و عیاشی سے بدنامی کبھی

ہے اگر آمد سے افزوں خرچ تو بے شبہ و شک
یا بیجائی کیلئے آفت پر آفت آئیگی

جو نہ کرنا ہو کرے وہ کام با مکر و فریب
قتل ہو۔ غارت گری ہو۔ رہزنی کچھ بھی سہی

اس لئے اسراف بیجا کو یہ کہنا ہے بجا
ہے یہی ام الجرائم لازمی و لابدی

(۴۸) شرافت کی کسوٹی

شرافت رذالت۔ کو پہچاننے کی
کسوٹی ہے زر اس کو کچھ جانتے ہو

کر اس پر نظر آئے کھوٹا کھرا سب
اگر امتحان کرکے پہچانتے ہو

(۴۹) پیش خیمہ بدبختی

کاہلی و غرور و بدخلقی
جن سے ہرگز نہیں خدا راضی

پیش خیمہ ہے یہ مصیبت کا
جو دکھائے گا روے بدبختی

(۵۰) جوانی

اے جوانی سچ بتا کیا چیز ہے تجھ میں بھری ‏ ‏ جسکو دیکھو تیرا دیوانہ ہے اے رشکِ پری

ہے جوانی گرچہ دیوانی مثل مشہور ہے ‏ ‏ دور بیں تیری نہیں کچھ سوجھتی کھوٹی کھری

کیسے کیسوں کو کیا تو نے گرفتارِ بلا ‏ ‏ تیری آنکھوں میں ہے پردہ کیوں نہ ہو پردہ دری

باوجود اسکے تجھی پر شیفتہ ہے سب جہاں ‏ ‏ ہے عجب انداز تیرا ہے عجب عشوہ گری

ہے کشش تیری عیاں اس سے کسی سے پوچھ لیں ‏ ‏ عمر کیا ہے آپ کی کہئے بصد دانش وری

بچہ بچہ جس نے کچھ لذت تری پائی نہیں ‏ ‏ وہ یہی کہدے عمر کو اپنی بڑھا کر سرسری

اور بوڑھا عمر کو اپنی گھٹا کر ہی بتائے ‏ ‏ ہر کوئی دل سے ہمیشہ ڈھونڈے تیری ہمسری

ہے سبب اس کا یہی۔ کچھ بھی نہیں اسکے سوا ‏ ‏ بھر جوانی میں ہے پوری قوتِ برقی بھری

قوتِ برقی وہ ہے جس پر ہے دنیا کا مدار ‏ ‏ ہے اسی سے پیکرِ انسان کی جادوگری

---

(۵۱) تماشہ بینی

جوش کا ہے یہ زمانہ ہے عجب عہدِ شباب ‏ ‏ ہے اسی موسم میں حاصل سب کو لذت بے حساب

اس تماشہ گاہِ عالم کے تماشوں سے کبھی ‏ ‏ ہو نہ سیری بلکہ افزوں شوق ہو ہر اک گھڑی

رفتہ رفتہ جب گئی ساری جوانی کی بہار ‏ ‏ خود بخود مردہ دلی چھاتی ہے بس لیل و نہار

دیکھنے میں جو تماشہ ہم کو دیتا تھا مزا ‏ ‏ وہ تماشہ دیکھنا اب تو عذابِ جاں ہوا

اس لئے بیساختہ منہ سے یہ نکلا برمحل — جو تماشہ پہلے ہوتا تھا نہیں ہے آج کل
ہے تماشہ تو وہی - ہے بلکہ اس سے خوب تر — ہاں یہ کہئے آپ ہی کی اب نہیں ہے وہ نظر

---

(۵۲) مناظرہ تقدیر و تدبیر

جھگڑ رہے تھے آپس میں قسمت و تدبیر — غریب ہوتا ہے کس کی طرف سے مثل امیر
پکار کر کہا تدبیر سے یہ قسمت نے — خدا کی شان میرے روبرو تری تقریر
زکام مینڈکی کو بھی ہوا ہے لو کیا خوب — ہماری ہمسری اس منہ پہ تف ہو او بے پیر
جو چاہوں میں تو گدا کو بھی پادشاہ کروں — جو چاہوں میں تو کروں پادشاہ کو بھی فقیر
کروں امیر کو اک آن میں مثال غریب — کروں غریب کو اک آن میں مثال امیر
مرے ہی نام کا ڈنکا بجا ہے چار طرف — بعز و جاہ زمانہ میں ہے مری تشہیر

یہ سن کے غیظ سے تدبیر نے پکار اٹھا — زباں سنبھال ذرا ورنہ پائیگی تعزیر
یہ سچ مثل ہے بڑے بول کا ہے سر نیچا — نہ جائیگی کبھی نخوت بھری تری تقریر
جو چاہوں میں تو مسخر کروں جہاں سارا — مرے بغیر تو کس کام کی ہے اے تقدیر
نہیں ہوں تو ہوا اک دم میں ملک تاراج — جو میں ہوں تو کرے شاہ ملک کو تسخیر
نہیں رہوں تو ہو برباد زر کے سو اسباب — جو میں ہوں تو فلاحت دکھائے روئے منیر
تو ایک ملک کی حاکم ہے بیش ازکی ہو — کیا ہے سحر فقط تیرا ہند کو تسخیر

جو عقلمند ہیں سمجھیں نہ تجھ پہ تکیہ وے ۔۔۔ جو بیوقوف محض ہیں وہی ہیں تیرے اسیر
جب اس کا فیصلہ قطعی ہوا نہ آپس میں ۔۔۔ گئے جھگڑتے ہوئے روبروئے عقل پیر
کہا یہ عقل نے دونوں کا مدعا سن کر ۔۔۔ تو پوچھتی ہی جو انصاف سے تو اے تقدیر
صحیح بیان ہے تدبیر کا دروغ نہیں ۔۔۔ بغیر اس کے ہر اک کام میں نہیں ہے گذیر
اناج کھیت میں کس طرح چھڑکا جائیگا ۔۔۔ جو پانی دینے کی معلوم ہو نہیں تدبیر
وہاں سے کاٹینگے پھر فصل کس طرح تو کہہ ۔۔۔ جو وہ بتائے نہیں اپنی رائے عالمگیر
اناج بعد مشقت کے جب ہوا تیار ۔۔۔ ہیں کہتے قاسم تقسیم تجکو کودک و پیر
لہو لگا کے شہیدوں میں نام کرتی ہے ۔۔۔ زیادہ اور کروں ذکر کیا ترا تشہیر
برا تو مان دیا خوش ہو میں کہونگی ضرور ۔۔۔ نتیجہ ہے اسی تدبیر نیک کا تقدیر
مقدم امر ہے تدبیر پہلے اے نصرت ۔۔۔ نہ کارگر ہو نشانہ تو جانئے تقدیر

مسدس

(۵۳) قومی اتفاق

تسخیر ملک کی ہے بنا اتفاق سے ۔۔۔ پلٹے زمانہ بھر کی ہوا اتفاق سے
کیا کچھ جہاں میں نہ ہوا اتفاق سے ۔۔۔ قائم جہان ہے بخدا اتفاق سے
جاہ وحشم کی روح رواں اتفاق ہے
فضل خدا وہاں ہے جہاں اتفاق ہے

ہوتا نہ اتفاق عناصر میں اگر بہم — شکلِ بشر جہاں میں پھر دیکھتے نہ ہم
پیدا اتفاق ان میں جو کچھ بھی ہو بشکلِ نظم — پھر آئے دن ہزاروں ہیں امراض کے ستم

یاد آئی ایک بات مجھے اتفاق سے
ہندوستان تباہ ہوا ہے نفاق سے

ہوگا نہ اتفاق ہو جب تک نہ یکدلی — یکدل ہوں جب تو سب کا ہو مذہب بھی ایک ہی
کیسے ہوں ایک ہمارے خیالات مذہبی — ناجی تو سمجھیں آپ کو غیروں کو دوزخی

اس فرق سے نجات ہماری محال ہے
جب تک کہ جہل و تعصب کا ہم میں کمال ہے

عالم میں علم پر ہے فقط عقل کا مدار — اور عقل ہی سے چلتے ہیں دنیا کے کاروبار
جب عقل ایسی چیز ہے دنیا میں آشکار — ہم بھی کریں سمجھنے کی کوشش ہزار بار

ہم کو خدا نے مادۂ عقل بھی دیا
اور طرفہ یہ کہ اشرف مخلوق بھی کیا

افسوس ہو کہ اشرف مخلوق یہ بشر — بدتر ہوا ہے ساری خدائی سے الحذر
محنت بغیر وحشی بھی کرتے نہیں بسر — اور کاہلی ہماری ہے کالنقش فی الحجر

ہر اک کے دل میں خواہش جاگیر و مال ہے
کوشش ہو اس کے ساتھ یہ امر محال ہے

ہوتی زمین گر متحرک نہ بار بار — لیل و نہار ہوتے نہ عالم میں آشکار

ہوتا نہ دن تو چلتے نہ دنیا کے کاروبار ہوتی نہ شب تو ملتی نہ آسائش و قرار
دنیا کی بات بات پہ ہم سب کریں جو غور
حل آپ ہوتی جائیں کبھی مشکلیں بفور

ہوتی ہے جس اناج سے ہم سب کی زندگی ظاہر ہو کیفیت کچھ اگر اس کے نشو کی
ہو آشکار ہم پہ بھی حالتِ خفی ہیں جتنی چیزیں دہر میں ہیں کام کی سبھی
ہر آدمی ہو جس سے شکم سیر دیکھنا
سمجھے نہ اس کا راز یہ اندھ ضمیر دیکھنا

برسے نہ پانی ابر نہ جنبش اگر کرے پانی نہ ہو تو سبزہ یہ کس طرح سے اُگے
ساکت جو ایک جائے پہ بادِ صبا رہے نشو و نما نہ روحِ نباتی کو پھر ملے
خوشہ میں رنگ و ذائقہ پیدا ہو ماہ سے
اور مہر اُس کے زہر کو مارے نگاہ سے

مصروفِ کار دہر میں ہر اک ہے لا کلام اور لطفِ خاص یہ کہ الگ ہے ہر اک کا کام
جب جانتے ہیں سب سے جدا کام ہیں تمام افسوس کیوں نہ ترک کریں ہم خیالِ خام
کیوں ہم ملازمت کے بھروسہ پہ ہی رہیں
کیوں پھر ترقیات تجارت نہ ہم کریں

باغِ جہاں میں نخلِ تجارت ہے بارور راغب اگر زمانہ دل و جاں سے ہو ادھر
ہر ایک کی ہو شاخِ تمنا وہ سبز تر جس سے طرح طرح کے ہوں حاصل گل و ثمر

نخلِ اُمید چاہتے ہو کہ ہرا بھرا
تدبیر اور کوئی نہیں اس کے بس سوا

تلوار ہی کو دیکھیں اگر سارے شائقین   موجود اس میں جوہر ذاتی ہیں بالیقین
حیوان سے زیادہ جوہرِ حیوان ہے لنشین   اور ہم میں حیف جوہرِ انسانیت نہیں
جوہر دکھاؤ صنعت و حرفت میں کدکرو
تم اپنے سر سے آفتِ افلاس رد کرو

کیا قہر ہے کہ پیشۂ اسلاف چھوڑ کر   سمجھے ہوئے ہیں عیب کو ہم اپنا اب ہنر
کچھ ایسی قدرِ صنعت و حرفت تھی پیشتر   کرتا تھا اپنی جان فدا اس پہ ہر بشر
شہرہ ہماری قوم کا تھا خاص و عام میں
سکہ جما ہوا تھا ہمارا انام میں

حالت پہ قوم کی یہ مثل سچ ہے آشکار   علم و عمل میں ایک معلم تھا نامدار
تعلیم اس سے پاتے تھے شاگرد بے شمار   دورِ فلک سے اب یہ ہوا اُس کا حالِ زار
بگڑا دماغ ایسا نہ کچھ وہ سمجھ سکے
شاگرد اُس کے دیتے ہیں اُلٹے سبق اُسے

ایسا ہی اپنی قوم کا ہے حالِ زار اب   دنیا کے ہم میں حیف ہیں پیدا عیوب سب
غلطاں ہیں لہو و لعب میں ہم بندگانِ رب   اُس پر قدیم رسم کی پابندیاں غضب
لٹ جائے گھر بلا سے مشیخت رہے مگر
اک حصّہ آمد اور بیہودہ چند خرچ زر

ہو جائے گر رویہ درست اہل دین کا ہو دور بد خیال کہیں وہمیں کا
دنیا میں ہی فساد جو زر زن زمین کا ہے مانع ترقی یہی مسلمین کا

باغ جہاں سے دور خزان نفاق ہو
گلدستہ مراد گل اتفاق ہو

طوفان ہے نفاق کا زور و نپہ اسقدر ورطہ میں اب ہے کشتی اسلام الحذر
ہر ایک لحظہ موج حوادث کا ہی خطر آتا نہیں ہے ساحل مقصد کہیں نظر

بیڑا ہو پار خاک جب انسان ہوں ایسے کم
جس پاس کم سے کم نہ ہوں دو چار بھی حرم

سوتن ہو جب تو کیسے ہو آرام سے بسر چھوٹا نہ رات دن کی لڑائی سے کوئی گھر
دنیا میں ایسے آئینگے حیوان کم نظر جن میں کہ سوت کی نہ رقابت ہو جلوہ گر

اک کن ہو گر پتنگ کو ہوتا نہیں قرار
سوکن جو ہو تو پھر اسے کیا ہو کہیں قرار

شوہر ہی جب ہو عورتوں کے جنگ کا سبب نزدیک ان کے شوہر ناداں ہو دوست کب
دو بیبیوں کے واسطے سچ ہے مثل یہ اب اک دوست کھو کے پیدا دو دشمن کئے غضب

اک جائے آگ پانی کا کس طرح ہو قیام
کب کوئی سوت سوت سے ملکر رہے مدام

کرنے سے دو حرم کے سبھی باز آئیں جب قانع رہیں گے ایک ہی بی بی پہ بے طلب

پھر غیر عورتوں پہ کریں بدنگاہ کب   ماں جائی سب کو سمجھینگے ہم ہندگان جب

چشمکیں رہیں نہ یہ جنگ وجدل رہے
رشک وحسد کا پھر نہ دلوں میں خلل رہے

منہ اس طرح سے جبکہ ہو کالا نفاق کا   پھر ہوگی سر پہ سایہ فگن رحمت خدا
ہر دل میں اتفاق کا پیدا ہو ولولہ   ملکۂ ہفشی خوشی سے کہیں ہم بھی مرحبا

شہرہ ہمارے خلق کا پھر دور دور ہو
آوازہ اس کا غیر کو آواز صور ہو

ہم سب کا جبکہ صاف رہے دل ہر ایک سے   ہر ایک دوست دلی ہر ایک کا رہے
جب دوستِ دلی ہوں سبھی ایک ایک کے   نقصان کا کب کسیکے ارادہ کوئی کرے

چاہے نہ نفع دوست کے نقصان سے کوئی
باہم کرے دریغ نہ پھر جان سے کوئی

ہو جائیں ہم تمام اگر دوستِ دلی   اخفانہ دوست سے رکھیں اپنا کمال بھی
جو جانتا ہو بات چھپائے نہ وہ کبھی   ہم پیشہ سے رکھیگا نہ ہم پیشہ دشمنی

ہو اتفاق ہم میں اگر نصرتِ حزیں
ممکن ہر اک کام ہو ممکن جواب نہیں

(۵۴) تجارت

بہتر ہی نہیں کام تجارت سے کوئی — بیفکر نہ ہو فکر معیشت سے کوئی
انسان نہ اپنی عمر گذارے بیکار — ہرگز نہیں جی چرائے محنت سے کوئی

(۵۵) صنعت وحرفت

ہر طرح گزارے عمر محنت ہی ہیں — صنعت ۔ حرفت ہیں یا تجارت ہی ہیں
ہر طرح سے انسان کرے فکرِ معاش — غافل نہ رہے عیش و مسرت ہی ہیں

(۵۶) نیرنگ شام وسحر

سماں عجیب نظر آرہا ہے وقتِ سحر — بچھی ہوئی ہے ہر اک سمت نور کی چادر
ہر ایک طالعِ خفتہ نہ کیوں ہو پھر بیدار — کہ لوٹ ہو گیا مخمل کا خواب سبزہ پر
بنی ہے صورت جاروب کشِ صبا اسدم — غبار و گرد سے ہیں صاف برگ و بارِ شجر
طیور نغمہ طرازِ ثنائے خالق ہیں — خوشی سے کرتے ہیں کیا چہچہے درختوں پر
کچھ اس طریق سے محوِ ثنائے خالق ہیں — کہ اُن کو اپنے سراپا کی کچھ نہیں ہے خبر
اذاں کی سنتے ہی آواز مسجدوں کی طرف — چلے ہیں نیند کے ماتے بھی آنکھیں مل ملکر
وہ وقت صبح کا اور آفتاب کا وہ طلوع — عجب سماں نظر آتا ہے اور عجب منظر
ضیا جو مہرِ منور کی چارسو پھیلی — رہی نہ نام کو ظلمت جہاں میں ذرہ بھر
ہوئی ہے خلق خدا کاروبار میں مصروف — ہوئے ہیں فکرِ معیشت میں محو جملہ بشر

دکاندار بھی اپنی دکان کھولے ہوئے ہر ایک جنس کا بیوپار کرتے ہیں یکسر
ہماری قوم کا بھی آفتاب اوج پہ تھا نہ ثانی کوئی ہمارا نہ کوئی تھا ہمسر
جو اتفاق تھا ہم میں تو راستی بھی تھی محبت اور جمعیت تھی ہم میں سرتاسر
ہماری قوم کے تھے ساتھ صنعت و حرفت ہماری قوم کے اقبال و فتح تھے یاور
تمام خلق خدا ہم سے سیکھتی تھی سبق ہر ایک شئے کی ترقی تھی اپنے پیش نظر
یہ اوج مہر رہا صرف دو پہر افسوس ہوئے زوال کے آثار پھر بنوع دگر
کچھ ایسے لازم و ملزوم ہیں عروج و زوال کہ شام تک نہ رہا کچھ عروج کا وہ اثر
وہی پرند سحر کو جو چہچہاتے تھے بسیرا ڈھونڈ رہے ہیں ہر ایک ڈالی پر
اسیر ہو گیا مغرب کے قید خانہ میں وہ آفتاب جہانتاب زرد رو ہو کر
زوال ساتھ لئے آئی ہے شب دیجور کرے جہان میں اندھیر جس کی ایک نظر

قطعہ

عیوب و ذلت و سستی و کاہلی و جہل تعصبات و نفاق و بدی و فتنہ و شر
زوال و نکبت و افلاس و عسرت و ادبار جہان کو گھیر لیا سب نے دائرہ بنکر

قطعہ

وہ ابر جو کہ شفق بن کے شام کے وقت عجیب رنگ دکھاتا تھا چرخ اخضر پر
وہی ہے ابر جو اب شکل تیرگی بخت فلک پہ چھا گیا ادبار کی گھٹا بن کر
یہ کیسی برق جہالت گری کہ دم بھر میں ہوا ہے خرمن عقل آہ خاک جل بھنکر

چھلی ہے نکبت و افلاس کی ہوا ہر سُو
پھر اس پہ بارش جہل و خطا ہے سرتاسر

نہیں تقاطر باراں یہ چرخ روتا ہے
ہماری قوم کی زار و نزار حالت پر

مچا ہے چار سو غفلت کا ایسا ہنگامہ
کہ ایک کی نہیں ہوتی ہے دوسرے کو خبر

ہماری قوم کی غفلت نے کر دیا ثابت
مثل یہ سچ ہے کہ آتی ہے نیند سولی پر

ہم ایسے سوئے ہیں کچھ گھوڑے بیچ کر یارب
جہاں میں ہوتا ہے کیا کچھ نہیں ہے اس کی خبر

تمام رات تو گذری ہے خواب غفلت میں
ہوئی ہے صبح اٹھو اب تو چھوڑ کر بستر

ہر ایک قوم ہے مصروف اپنے کاموں میں
اور ایک تم ہو کہ بس چھوڑتے نہیں بستر

سبق وہ دیتے ہیں ہمکو ہے کیسی شرم کی بات
جو استاد بنے ہیں ہمیں سے پڑھ پڑھ کر

اگر تم اب بھی نہ جاگے تو خوب یاد رکھو
بھنور میں ناؤ یہ ڈوبے گی کھا کے چکر

جگاؤ قوم کو نصرت یہ تا کجا غفلت
چڑھ آیا دن بہت اور آفتاب ہے سر پر

(۵۷) بہار و خزاں

خواب غفلت میں یہ میں نے خواب دیکھا ناگہاں
باغ اک آیا نظر پھولا پھلا رشک جناں

تھا زمرد پوش سرتا پا ہر اک اسمیں درخت
لعل تھا شرمندہ لالہ سے بہا نکے بے گماں

موتیا۔ بیلا گرا۔ چمپا۔ گل شبو۔ گلاب
تھے شگفتہ ہر طرح کے پھول خوب جہاں

پھول کی ہر پنکھڑی میں شان حق تھی آشکار
مجھکو آتا تھا نظر ہر شئے میں قدرت کا سماں

محوِ گلگشتِ چمن تھا میں نیا اک گُل کھلا — ایک جھرمٹ مجکو پریوں کا نظر آیا وہاں
غور سے دیکھا تو ہے اک حور پیکر مثلِ ماہ — گرد اس کے مثلِ انجم جمع تھیں ہمجولیاں
آگے آگے عورتوں کے مرد بھی دو چار تھے — سب کمربستہ مودب خوبصورت نوجواں
سب کے چہروں پر تھی کچھ افسردگی چھائی ہوئی — اُن کو ہے خوفِ عدو یہ صاف ہوتا تھا عیاں
جب نظر مجھ پر پڑی ان سبکی پھر تو ہاتھوں ہاتھ — مالکہ کے روبرو لیکر گئے دامن کشاں
اک بھری وہ آہِ سرد اپنے دلِ پر درد سے — یاس سے وہ دیکھکر مجکو ہوئی یوں گلفشاں
ایک دم کی مہماں ہوں جانکنی کا وقت ہے — حیف وقتِ آخری آئے ہو تم میرے یہاں
میں نے پوچھا تو کہا یہ گلشنِ اسلام ہے — اور بہارِ قوم ہوں میں مرجعِ ہندوستاں

قطعہ

صنعت و حرفت تجارت فتح و چستی چابکی — عزت و عشرت فلاحت اور ہمدردی بجاں
نیکنامی دوستی نیکی وفاداری خوشی — راستبازی و محبت۔ خیر خواہی جہاں
یہ ترقی یہ قناعت یہ سخا یہ یکدلی — جو کھڑی ہیں روبرو سب ہیں مری ہمجولیاں
اتفاق و علم و اقبال و ہنر یہ چار مرد — مونس و ہمراز و ہمدم یہ میرے ہیں نگہباں
کچھ بھی میں کہنے نہ پایا تھا کہ اُٹھا ایک شور — طبلِ رزمی کی صدا جانے لگی تا آسماں
تیر اک دل پر لگا بجلی جو چمکی مثلِ تیغ — آسماں پہ کھنچ گئی فوراً کمانِ کہکشاں
پھر فلک سے اترے مریخ و زحل خنجر بکف — ایک مالک ہند کا اک کوتوالِ آسماں
ہو گئے پھر جمع مرد و زن بہ انواعِ دگر — سب کے سب بدشکل بدصورت مگر تھے پہلواں

غول کا غول آگیا غول بیابانی مثال ‏— ایک عورت زشت رو افسر تھی اُنکی درمیاں
اُسکے چہرہ سے عیاں تھا خزاں ہے اُسکا نام ‏— جسکی ہمراہی میں تھے بدشکل مرد و زن رواں
رزم کا بازار فوراً گرم پھر تو ہو گیا ‏— لڑنے افواج بہار آئی بہ افواج خزاں
حسرتوں کے خون کا دریائے بے پایاں بہا ‏— وہ چلی تیغ تعصب اِنکے اُنکے درمیاں
آگئی اقبال کی ادبار کے ہاتھوں اجل ‏— اور ہنر کے سر پہ مارا عیب نے گرز گراں
اتفاقِ کل نفاق قوم سے مارا گیا ‏— علم کی اور فضل کی لی جہل نے اکدم میں جاں
خاتمہ انکا ہوا جب نازنینیں لڑ مریں ‏— دست اعدا سے ہوئیں سب زخمی تیر و سناں
جب فلاحت کو ضلالت خلق کو بدخصلتیں ‏— اور کوشش کو کیا پھر کاہلی نے بے نشاں
اور تجارت کو کیا ناواقفیت نے جب ہلاک ‏— صنعت و حرفت کو غفلت نے کیا پھر نیم جاں
اور محبت کو عداوت دوستی کو دشمنی ‏— اور نکبت نے حمیت کو پچھاڑا ناگہاں
اور پھر عشرت کو عسرت اور خوشی کو پھر غمی ‏— اور پھر عزت کو ذلت نے کیا بے خانماں
بیوفائی نے وفاداری کو گھائل کر دیا ‏— جھوٹ نے اک دم میں توڑے راستی کے استخواں
ہوگئی چستی بھی سستی سے تہِ تیغ اجل ‏— اور لی صبر و قناعت کی بھی بے صبری نے جاں
اور سخاوت کو بخالت اور نیکی کو بدی ‏— اور بدنامی نے کھویا نیک نامی کا نشاں
اور ترقی کو نحوست فتح و عظمت کو شکست ‏— پھوٹ نے آکر کیا پھر یک دلی کو نیم جاں
قید حسرت میں مقید ہوگئی شاہِ بہار ‏— جب کوئی مونس رہا باقی نہ کوئی رازداں
کر دیا شاہ خزاں نے باغ سارا منہدم ‏— تازہ پودوں نے بھی اپنا روپ بدلا ناگہاں

سوکھ کر کانٹا ہوے سب نونہالانِ چمن
بے ثمر بے برگ آخر ہوگئیں سب ڈالیاں

جس جگہ تھا لحنِ قمری اُس جگہ ہے شورِ بوم
حیف اک پل میں بدلتا رنگ ہے دورِ جہاں

آہ بھر کر یہ کہا مجھ سے بہارِ قوم نے
الوداع اہلِ وطن رخصت ہوا ہندوستاں

بعد میرے یاد آئیگی تمہیں کرنی مری
قدر کی میری نہ تم نے میں رہی جبتک یہاں

ہوکے قیدی خزاں میں کر رہی ہوں اب سفر
اور دیکھوگی دکھائیگا تجھے جو آسماں

اس بلا کے قید سے ہو بھی رہائی یا نہیں
پھر وطن سے کب ملوں جانے خدائے دوجہاں

کرکے قیدی لے چلے جس دم بہارِ قوم کو
میں کفِ افسوس ملتا رہ گیا ششدر رہی

کھل گئی ان کاوشوں سے آنکھ میری جس گھڑی
تھا چمن وہ۔ اور نہ جنگِ زرگری کا قصہ تھا

کچھ نہیں اب بھی گیا ہے اُٹھیں خوابِ جہل سے
ہوکے اک دل پھر کریں کوشش سبھی پیر و جواں

اتنے پر بھی ہوکے غافل کھوئی گر علم و ہنر
سہتے ہو جس طرح سہتے رہوگے سختیاں

باندھ لیں ہمت جو باہم ہم تو پھر کیا دور ہے
کھو چکے ہیں جو۔ کریں حاصل وہی نام و نشاں

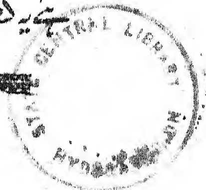
سرخرو ہی گو خزاں کی فوج ہے مشکلِ شفق
ہم بہارِ قوم کو پھر چھین کر لائیں یہاں

ہوگیا اس بات پر گر کل جہاں کا اتفاق
دشمنوں کی ایک دم میں ہم اڑا دیں دھجیاں

ہم مسلمانوں کو حاصل ہو وہی پہلا عروج
ہے یہ نصرت کی تمنا اے خدائے دوجہاں

(۱۰)

تمت



میدانِ حشر

ایک شب دیکھا کسی نے اس طرح خوابِ ال
حشر کا میدان اُسکے سامنے ہے بیگمان

تھا سوا نیزہ پہ آیا آفتاب تابدار
العطش وہ پیاس اور وہ دھوپ یارب الاماں

تھا ہر اک کے لب پہ جاری نفسی نفسی الاماں
جمع تھے اقوامِ عالم مضطرب نالہ کناں

اور وہاں میزانِ عدل و داد تھا قائم ہوا
تخت پر تھا جلوۂ نورِ خدائے دو جہاں

رعب سے جسکے تھے سب لرزاں و ترساں ہر قدم
یک بیک آواز یہ مجمع میں آئی ناگہاں

اے رسولانِ خدا کی امتہائے محشری
باری باری سے آکر دے حساب اپنا یہاں

تم نے آکر کیا کیا دنیا میں دو اسکا جواب
کیا ادا تم نے کیا حقِ خدا۔ حقِ جہاں

سُن کے یہ آواز دوڑی امتِ ہر یک نبی
باری باری سے ہر اک نے دیا اپنا بیاں

سب یہودی امتِ موسیٰ طلب جسدم ہوئے
پیش داور جاکے یہ سب نے دیا اپنا بیاں

حضرتِ موسیٰ نے ہمکو جو بتایا راستہ
ہم رہے قائم اُسی پر اے خدائے دو جہاں

تجھ کو سمجھا ایک موسیٰ کو کہا تیرا نبی
گو کہ کھویا ہم نے اپنا ملک اور نام و نشاں

ایک چپہ بھر نہ دنیا میں زمیں باقی رہی
لیک دولت کے بدولت ہم رہے سب شادماں

مال و دولت میں ہمارا کوئی بھی ثانی نہیں
ایک کی اک ہم مدد کرتے رہے ہیں ہر زماں

امتِ عیسیٰ نصاریٰ کی ہوئی جس دم پکار
پیش داور جاکے اُس نے بھی دیا اپنا بیاں

یا الٰہی گرچہ قائل ہم رہے تثلیث کے　　لیک تجھکو ایک سمجھا۔ باپ عیسیٰ کا

ملک گیری میں ہمارا کوئی بھی ثانی نہیں　　نام روشن ہے ہمارا از زمیں تا

سب ہیں قائل وہ کیا ہی انتظام مملکت　　ہر کسی کو خوش رکھا تھا نظم ایسا

ہر کسی کو اُس کے مذہب میں رکھا آزاد تر　　لیک دی ترجیح اپنی قوم کو ہر اک

بعد سب کے جب ہوئی مرحوم اُمت کی پکار　　پیش داور ان کے چلنے کی ہوئی

تھے بہتر جو کہ فرقہ مذہب اسلام کے　　مثل بندی میں ہوئی تکرار انکے

ادھکڑ وہ سب ہوئے با غیظ اور با جوش خروش　　اور ہر اک فرقہ نے یہ کی بحث سب کے

جنتی ہیں ایک ہم اور دوسرے ہیں دوزخی　　راہِ حق پائی ہمیں نے بالیقین ویسے

اس لئے آگے ہمارے مُنہ کسی کا بھی نہیں　　ہم رہینگے سب سے سابق پیشِ خلاق

سب جھگڑتے تھے۔ ہوئی اتنے میں دوبارہ پکار　　لیک جھگڑو سے ہوئی فرصت نہیں انکو

بلکہ پہلے سے زیادہ بحث میں سب پڑ گئے　　پیش قدمی کی کئے جاتے تھے کوشش سب

پھر ہوئی اس امتِ عاصی کی سہ بارہ پکار　　لیک جانا تھا نہ کوئی جا سکا ہرگز

اس پہ یہ آواز آئی اے گنہگارو سنو　　اتفاقِ قوم تم میں ہو نہ جبتک بے

دین کے قائل رہو گے اور نہ دنیا کے کبھی　　سہہ رہے ہو جس طرح سہتے رہو گے

کلمہ گویانِ محمدؐ ایک ہو جائیں سبھی

یا الٰہی ہے دعائے نصرتؔ از سوزِ نہاں

تمت



اسرارِ شہادت

ایک عیسائی نے اک دن اک مسلماں سے کہا — بہرِ بخشائش مسلّم قول ہے یہ آپ کا
شد شہید جور و کرب و بلائے آب و خور — تشنہ لب حضرت حسینؑ ابنِ علیؑ مرتضےٰ
ور ہم کہتے ہیں بہرِ بخشش عیسائیاں — رب کا جو فرزند عیسیٰؑ تھا وہ کفارا بنا
ہے نصارا کی شفاعت کا ذریعہ اک نبی — اور امام اک ہے شفاعت کا ذریعہ آپ کا
قابلِ ترجیح ہوگا اک نبی یا اک امام — مجھ کو ڈھونڈے دل ہے وہ اس کا جواب دیا

ان مسلماں نے دیا اس کا جواب باصواب — آپ کا میرا عقیدہ ہے الگ سنئیے ذرا
اصل جزوِ دین کفارہ تمہارے پاس ہے — اس عقیدہ سے جدا ہو کر نہ تم پاؤ شفا
اس عقیدت میں غلو کر کے خلافِ عقل تم — ہو سمجھتے یہ عمل کی بھی نہ تم پاؤ سزا
برخلاف اس کے ہمارا ہی عقیدہ سربسر — پرسشِ نیکی بدی سے ہو نہیں کوئی رہا
گندم از گندم بروید جو ز جو سعدی نگفت — از مکافاتِ عمل غافل مشو اے خوش لقا
جس کے ہوں اعمالِ صالح اس کی بخشش کیلئے — ہو شہید جور حضرت نے سبق ہم کو دیا
لا الٰہ اور الا اللہ پہ ہر اک بشر — ہو رہے ثابت قدم گو جان جائے ناروا
یا امام دوسرا حضرت حسین ابن علیؑ — بخشوا دو نصرت عاصی کو بھی روزِ جزا

محبتِ خدا و رسول

رکھ تو اللہ و محمدؐ کی محبت دائمی — شش جہت میں ہیں محمدؐ ہی محمدؐ لابدی
ہیں حواسِ خمسہ قائم بہرِ حبِّ پنجتن — چار سو ہے نورِ حبِّ چار یارانِ نبیؐ
بارہ معصوم کی الفت سے نصرت سربسر — ہو رہے چودہ طبق روشن ز فضلِ ایزدی